بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

الہامی قاتل مرزا غلام احمد

اُس کے الہام کا مقتول پنڈت لیکھرام ہندو مسلمان

اور گورنمنٹ

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم

لاہور اور دیگر بلاد پنجاب میں اس وقت ہندو اور مسلمانوں میں تفرقہ و فساد کا جوش موج زن ہے جسکی لہریں دن بدن ترقی پکڑتی جاتی ہیں۔ اسوقت تو یہ جوش ریلیجس (مذہبی) جوش ہے۔ اور اگر اسکا انسداد نہ ہوا تو واقعات کی ظاہری صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مذہبی جوش پولیٹیکل (ملکی) جوش ہو جائے گا۔ اور اس کا اثر گورنمنٹ تک پہنچیگا۔ ٭

ہم اپنے مذہب اسلام کے حکم "الدین النصیحۃ" کی ہدائت سے اسکا سبب و

٭ الہامی صاحب کو بھی اسکا اعتراف ہے دیکھو اسکا عریضہ بنام گورنمنٹ صفحہ اوّل کالم اوّل سطر آخیر و کالم دوم سطر ۱۶۔

علاج بیان کرنا چاہتے ہیں۔ گو ہم کو اسکی تعمیل و تاثیر کی امید کم ہے بلکہ مایوسی ہے اُسکو سُنکر غالباً ہندو یہ کہینگے کہ یہ سبب و علاج بیان کرنے والا ایک کٹر مسلمان اور مسلمانونکا ایک مذہبی لیڈر (رہنما) ہے اور جو سبب اس جوش کا اس نے بیان کیا ہے۔ اسمیں ہندوٗنکی غلط فہمی اور زیادتی کا اظہار کیا ہے۔ اور جو علاج بتایا ہے اُسمیں زیادہ تر اسلام و مسلمانونکا فائدہ سوچا ہے۔ اور ہندوٗں کی خواہشوں اور منصوبونکو دبانا چاہا ہے۔ ہم اسکی کیوں سنیں نادان و عوام مسلمان (جو نہ علم رکھتے ہیں۔ نہ صحبت اہل علم جس سے وہ اسلام و ایمان کی حقیقت جان سکیں اور وہ صرف غلام محمد و غلام احمد نام سُنکر موسوم کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں) یہ کہیں گے کہ اس جوش کا قوی اور قریب سبب ایک مسلمان کی تحریرات کو (جو بغاوت درشت الفاظ اور غلیظ سب و شتم سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جنکا سلسلہ جب سے شروع ہوا ہے۔ درشت زبانی میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اور اسکے الہامات کو (جنمیں لوگوں کے قتل کی پیشگویاں ہیں) قرار دیا ہے۔ اور جو آخری علاج بتایا ہے اسمیں بھی اس مسلمان کو تکلیف و نقصان پہنچنے کا ایک احتمال ہو۔ گو پورا یقین نہیں۔ پھر ہم اسکو کیوں مانیں گورنمنٹ یہ کہے گی کہ فریقین کے بڑے بڑے لیڈرون نے جو گورنمنٹ کے معتبر اور مشیر ہیں یہ باتیں نہیں کہیں۔ تم کون ہو کہ ہم تمہاری سُنیں ؎

رموز مملکت و ملک خسروان دانند ٭ گدائے گوشہ نشینی تو مولوی مخروش

اس مایوسی کے ساتھ ایک خوف بے امنی بھی مانع ہے۔ اس معاملہ میں کئی دوست ہم کو لکھ چکے ہیں کہ تم بر طبق مثل "تو نہ ان میں تیرا مہمان" خواہ مخواہ فریقین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ تو بنتے ہو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس لپیٹ میں آجاؤ۔ اور قومی شہید ڈنیز داخل کئے جاؤ۔

اُدہر ہندو ڈراتے اور دہمکاتے ہیں کہ ہم مسلمانون کے فلان فلان لیڈرون کو جام شہادت پلائیں گے۔ اور تمام مسلمانونکو آریہ ورت سے نکال دینگے۔

ادہران کے اصلی مقابل اور اُن کے مقتول کے الہامی قاتل بذریعہ اشتہارات وغیرہ تحریرات مشتہر کر رہے ہیں۔ کہ جو شخص ہماری اس ظاہری کرامات کو نہ مانیگا اور ہمیں "ہر کہ شک آرد کافر گردد" کا مصداق بنکر انکا اظہار کرے گا۔ اوسکو بھی ہم پنڈت لیکھرام کے پاس پہنچا دینگے*۔

ہندؤن کی اس دہمکی سے عوام مسلمان تو ڈرے ہی تھے۔ تعجب ہے کہ اُن سے بڑھ کر وہی زمان کے بہادر اور الہامی قاتل صاحب ڈرے ہیں۔ چنانچہ اس ڈر کا اظہار آپ نے عریضہ اپنی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں کرکے گورنمنٹ سے التجا کرتا او لکھتے ہیں "میرا باپ اور بھائی مفسدہ ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیونکا مقابلہ کرچکے ہیں۔ اور مین بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسوں کتابیں عربی۔ فارسی۔ اور اُردو میں یہ مسئلہ شایع کرچکا ہون کہ گورنمنٹ سے

* یہ دہمکی عام طور پر پہلے تو اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں آریہ کے ساتھ مولویونکو شامل کرکے خود الہامی قاتل نے شایع کی۔ پھر اُنکے خلفاء میاں معراج الدین صاحب وغیرہ نے آسمانی فیصلہ کے ذریعہ مشتہر کی۔ پھر خصوصیت کے ساتھ خاکسار کو مخاطب کرکے الہامی قاتل صاحب کے خلیفہ اکبر۔ وحواری اعظم حکیم نور الدین صاحب بہیروی نے ایک خط کے ذریعے سے جو الہامی قاتل کے مرید میاں محمد صادق صاحب کلرک اکونٹنٹ جنرل اوفس اور میاں عبد الرحمن صاحب کلرک ریلوے میرے پاس لائے۔ وہ دہمکی دی اور یہ بات لکھی کہ اس کیلئے بشرط انکار کم سے کم پنڈت لیکھرام کیطرح کسی پیشگوئی کے واسطے صاف ارادہ ظاہر فرماوین آخر حضرت الہامی نے بھی اشتہار متعلق قتل لیکھرام مطبوعہ ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء مین صاف لکھدیا ہے کہ اگر مولوی محمد حسین صاحب قسم کھالیں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو پھر ایک سال مین بچگئے تو ہم جھوٹے سمجھے جائینگے۔ اس کا جواب اس مضمون کے انتہا

مسلمانون کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ اور میں گورنمنٹ کی پولٹیکل خدمت وحمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہون۔ جو اڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفون کے مقابلے مین نکلے گی (ترشادؔ) اس سے اسکی یہ مراد ہو کہ اگر گورنمنٹ کا مسلمانان مکہ و مدینہ وروم وشام وکابل وایران سے مقابلہ ہوگا۔ تو اسوقت یہ جماعت گورنمنٹ کی حمایت میں مسلمانون سے لڑے گی۔ چنانچہ الہام آئندہ اسپر شاہد ہے) اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنے جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری مین ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہین پہنچاوے گا۔ اور جدہر تیرا مُنہ ہوگا اسیطرف خدا کا مُنہ ہوگا۔ اور چونکہ میرا مُنہ گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف ہے اور اُسکے اقبال وشوکت کے لئے دعا مین مصروف ہے۔ کیونکہ مجھ کو جیسا گورنمنٹ کی سلطنت وظل حمایت مین امن ہے نہ مکہ مین ہے نہ مدینہ مین نہ روم مین نہ شام مین نہ کابل مین نہ ایران مین۔ لہذا خدا کا مُنہ بھی اسی گورنمنٹ کی طرف ہے۔ اور اس امر کی شہادت گورنمنٹ خود ہی دے سکتی ہے کہ اوسکو میرے زمانے مین کسقدر فتوحات نصیب ہوئے ہین۔

ان وجوہات سے گورنمنٹ میری جان کی حفاظت کرے اور میری حفاظت کے لئے قادیان مین جہان اسوقت بجز چوکیدارون کے نہ کوئی تھانہ ہے نہ چوکی پولیس پولس متعین کرے جو میری جان کو ہندؤن سے بچاوے۔ اور جن ہندوؤن نے مجھے ڈرایا اور دہمکایا ہے۔ گورنمنٹ اونکی ضمانتین اور مچلکے لے۔"

اس التجا اور عجز والحاح کے وقت الہامی صاحب اپنے وہ سب الہامات کو بھول گئے۔ جنکو وہ اس التجا سے سات روز پہلے اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء مین اور کئی سال پہلے دیگر تحریرات مین شایع کر چکے تھے کہ "وہ جب مشکلات کے پہاڑ پر خدا تجلے کرے گا تو انہیں پاش پاش کردے گا یعنے تجھے ان سے بچالے گا" اے عیسے

(مرزا غلام احمد) تجھے بہی تیری اپنی موت سے مارونگا - اور جو ہندو تیرے ذلیل اور لعنتی موتوں کے لئے کوشش کر رہے ہین ہین اُن سے تجھے بچا لونگا (اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء) اور تجھے خدا تعالے اسی برس کی عمر تک یا اُسکے قریب تک (جن مین سے بقول آپ کے ہنوز کچھ اوپر پچاس برس گذرے ہیں) زندہ رکھے گا - (ازالہ صفحہ ۶۳۵)

یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس - (براہین)

اور اگرچہ تمام لوگ تیرے بچانے سے دریغ کریں مگر خدا تجھے بچائیگا (براہین ص ۵۱)

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ (انجام آتھم)

اور ہم تیرے لئے ٹھٹھا کرنے والوں کو سبنھالنے کیلئے کافی ہیں۔ (انجام آتھم صفحہ ۵۱ وغیرہ)

سَیُھْزَمُ الجمع ویولون الدبر یا عبدی لاتخف انی اسمع واریٰ (انجام آتھم)

سب بھاگ جائینگے اور پیٹھ دکھلائین گے اے میرے بندے مت خوف کر میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہون - (انجام آتھم صفحہ ۵۴) وغیرہ

یخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر لاتخف انک انت الاعلیٰ - انجام آتھم -

یعنے تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں - یہ کفر کے پیشوا ہیں مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے (انجام آتھم صفحہ ۵۹) وغیرہ

الہامی قاتل صاحب اس خوف اور وحشت کے وقت یہ خیال نہ کر سکے کہ جب مجھے خدا تعالے خاص طور پر ہندوون سے بچانے اور سلامت رکھنے کا وعدہ دیچکا ہے تو مین جھوٹی خوشامد کر کے گورنمنٹ سے کیون التجا کرتا ہون کہ جس طرح ہو سکے میری جان کو بچالے - جب آسمانی عدالت سے حفاظت کا یقین دلایا گیا ہے تو پھر کونسی ضرورت پیش آئی ہے کہ انگریزون کے دروازہ پر سرگردانی و سرافگندگی کر رہا ہوں جس سے رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۲ مین ہمیں الفاظ انکار کر چکا ہوں* - الہامی قاتل کی

* اصل الفاظ آپکے نمبر (۳) مین بصفحہ (۸۲) منقول ہیں۔

اس دہمکی نے عوام خواص کو ڈرا دیا ہے

ایک خاص بہادر مسلمان پیسہ اخبار کا ایڈیٹر جو اسوقت اپنی وسعت وکثرت کی وجہ سے بڑا دلیر بہادر تھا پرچہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں الہامی قاتل سے ڈرکر التجا کرتا ہے کہ مجھے کچھ عرصہ زندہ رہنے دیجئے۔ اور میری نسبت کوئی پیشگوئی نہ کیجیو گا اور اس دہمکی کے خوف سے وہ پرچہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء مین الہامی صاحب کی ایک *نامعقول جواب کو جواب معقول کہکر اُسکی تائید کرتا ہے۔

* حاصل جواب الہامی صاحب یہ ہے کہ اخبار پنجاب سماچار میں جو مجھ پر سازش قتل کا الزام لگایا اور یہ کہا ہے کہ اُسکے مرید نے مقتول کو قتل کردیا ہوگا۔ اس میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے راجہ رام چندر یا کرشن نے کسی اپنی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ایسا حیلہ یا اور کسی چیلہ سے کہا تھا کہ میری عزت رکھنے کو ایسا کر۔ پیر اگر مرید سے کہے تو وہ اُسکا معتقد اور مرید کب رہتا ہے۔؟

اس جواب کے نامعقول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو ہندو آپ پر سازش قتل کا الزام لگاتے ہیں وہ آپ کو راجہ رامچندر کا سا کب سمجھتے ہیں۔ اور آپ کے مریدون کو ایک صادق پیر کے مرید کب خیال کرتے ہیں۔ وہ تو ہندو مین اکثر مسلمان آپ کو فریبی اور آپ کے کئی مریدوں کو بناوٹی مرید اور کرایہ کے ٹٹو خیال کرتے ہیں اور مصرع یکے وزو باشد دگر پردہ دار ، کا مصداق نصف لی و نصف لکم کے شرکا۔

آپ جو ایسے مریدون کی پاکی و نیک چلنی بیان کرتے ہیں اُسکے مقابلہ میں وہ اُنکے حالات یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ اسلامی انجمنون کے وکیل بن کر اور اُن کی طرف سے واعظ ہو کر بیگانی عورتون کے اغوا کے مقدمات میں ماخوذ ہوئے۔ گو آخر مستغیث کو جھوٹا وعدہ دیکر کہ ہم تیری عورت کو علیحدہ کر دینگے سزا سے بچگئے مگر عورت کو علیحدہ نہ کیا اور انجمنون کے چندہ سے زناکاری و شرابخواری کے مرتکب ہوئے۔ اس وجہ سے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ (۶)

استیطرح وہ اصحاب واحباب الہامی قاتل کی دہمکی سے ڈر گئے ہیں جو اس خاکسار کو اسموقعہ پر کچھ بیان کرنے سے مانع ہوئے ہیں۔

یہ صورت خوف بے امنی اور وہ حالت ناامیدی و مایوسی ہم کو اجازت نہ دیتی تھی۔ کہ ہم اس جوش کے سبب اور علاج کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرین۔ اور اپنی جان کو خطرہ میں اور اپنی رائے کو بیوقعتی کے معرض میں ڈالیں۔ مگر حکم مذکور الدین النصیحۃ نے ہم کو اس سبب اور علاج کے بیان پر جرأت دلائی اور خوف بے امنی سے ہم کو اس آیت نے تسلی دی وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یمسسک بخیر فہو علی کل شئ قدیر وہو القاہر فوق عبادہ وہو الحکیم الخبیر۔ اور اس مایوسی سے ہمکو اس عربی شعر نے روکا ؎ فقل ما یفیض لوقت من غیر سامع۔ ففی الدہر من یرجی بہ الفوز ظافرا۔ اور عدم توجہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ (۲۶)

انجمنون نے انکو اپنی وکالت سے علیحدہ کیا۔ اور اُنکے حالات کو بذریعہ اشتہارات مشتہر کیا۔

ایسے بناوٹی مریدون کا ایسے فریبی پیر کی ایسی کارروائیون میں گروہ وقوع میں آئی ہون، مددگار ہونا کونسے تعجب کا محل ہے۔ اور کیا مشکل ہے۔ اسصورت میں اس جواب کو معقول کہنا کیونکر معقول ہوسکتا ہے × × × پہلے آپ اپنا صادق پیر اور مریدون کا نیک چلن و نیک نیت مرید ہونا ثابت کرین پھر ہندوؤں کے سامنے راجہ رامچندر بنیں۔ اور مسلمانوں کے سامنے ولی مسلم ہون تو اسوقت یہ جواب معقول ہوسکتا ہے۔ اس اعتراض میں ہمنے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے الہامی صاحبنے اپنی ساری جماعت کو پاک کہا اور اُسکا اثر بد قوم پر ظاہر ہونے والا تھا تو ہمکو ہمارے فرض نے مجبور کیا کہ ہم اس امر کا اظہار کر دیں کہ اس جماعت میں ناپاک خصایل و افعال کے لوگ بھی ہیں الہامی صاحب کے دہوکھا میں اگر ساری جماعت کو پاک نہ سمجھ لینا چاہیئے ورنہ ہمکو دنیا سے کوئی پرخاش مقصود نہیں ہے۔

مخاطبین کے خوف سے ہم کو یہ شعر فارسی مانع ہوا ؎ حافظ وظیفہ تو دعا کردن است وبس ٭ دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید ٭

علاوہ برآن اس خیال نے بھی ہماری جرأت وحوصلہ کو بڑہایا کہ جو باتین ہم کہنی چاہتے ہیں وہ ایسی حق ہیں کہ باوجودیکہ اُنہیں بادی الرأی اور اول استماع میں تلخی معلوم ہوگی جو بحکم "الحق مرٌّ" حق کے لوازم سے ہی۔ مگر صبر و استقلال وتحمل و استکمال کے ساتھ سُن لینے کے بعد امید کہ وہ تینون فریق (ہندوؤن مسلمانون اور گورنمنٹ) کو بھلی اور شیرین معلوم ہونگی اور مصرع ؎ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ٭ والا نتیجہ پیدا کرینگے انشاءاللہ تعالے۔ خصوصاً الہامی صاحب کی حامیون کو جوان کو مسلمان سمجھ کر انکی حمایت کا خیال رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہماری تجویز سے اوسکو انعام واکرام کی امید ہے نقصان کا احتمال اس صورت میں ہے کہ وہ ہماری تجویز کو نہ مانیں۔

اس امید وخیال سے ہم بتوفیق حق متعال کہتے ہیں کہ اس جوش کا ایک سبب جو قدیم اور بعید سبب ہے ہندوؤن کا یہ خیال ہے کہ ہم ایک مدت مسلمانون کی غلامی کر چکے ہین اب ان کو غلام بنائین۔

سلاطین اسلام سلطان محمود غزنوی اور اورنگ زیب کے عہد مین طرح طرح کی اُنہو تکلیفین اٹھا چکے ہیں۔ اب ہم کو موقعہ ہاتھ آیا ہے اُسکے بدلے مین اب ہم انکو تکلیفین پہنچائین۔

مغربی تعلیم اور اُسکے ذریعہ سے دولت نے انکو قوت دی تو اس خیال نے اور ترقی کی اور اُسکی عملی تاثیر یہ ظاہر ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ کہ جس محکمہ میں ہندوؤن کا غلبہ یا دخل ہے۔ وہان حتے الوسع ہندو مسلمانون کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ اور جو پہلے سے داخل ہیں وہ مصرع ؎ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند ٭ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ اور جو مسلمان طمانیت کے ساتھ دخیل ہین وہ اپنی حکمت عملی اور عقلمندی سے کام لے رہے ہیں

اس تاثیر کا ایک اثر نیشنل کانگریس کا قیام و وجود ہے - جسکا جو نتیجہ ہندو اور مسلمانون کے حق مین ظاہر ہو رہا ہے - اور جو ہو گا وہ محتاج بیان نہین ہے -

اس سبب کا ازالہ اور اس سبب سے جو جوش ہندوؤن کے خون مین نیا پیدا ہو گیا ہے - اُسکا معالجہ ہمارے اختیار اور بیان سے باہر ہے -

تاہم ہم صرف انسانی اور ملکی ہمدردی کے تقاضا سے ہندو صاحبون کیخدمت مین اسقدر عرض کرتے ہین - کہ اسوقت دولت آپ کے ہاتھ ہی مغربی تعلیم آپ کی قوم مین اتفاق قومی آپ کی جماعتون مین - آپ اسی ترجیح اور بزرگی کو غنیمت سمجھین اور اُسکے فخر مین آ کر ناجائز وسائل سے مسلمانون کے زیر کرنے کی کوشش نہ کرین - وہ لوگ اپنی اس ناگفتہ بہ حالت یعنے ترک پابندی دین - باہمی اختلاف کمی دولت قلت وسائل ثروت تجارت وغیرہ اور کمی تعلیم مین گرفتار رہین گے - اور تنبیہ اور عبرت حاصل نہ کرینگی (خدا یا تو ایسا نہ کریو - اور رحم کیجیو) تو وہ خود بخود آپ کے ہینگ یا پھٹکڑی لگانے کے بغیر آپ کے غلام بن جائیں گے - (اے خدا تو ایسا دن نہ دکھائیو)

آپ مذہبی جوش و خیال انتقام کو دل و دماغ سے نکال دین - اور یہ بات بھی انصاف کر کے خیال مین لا دین کہ اگر بالفرض کسیوقت بعض سلاطین اسلام سے ہندوؤن کے حق مین نامہربانیان ہوئی ہین - تو ان کے مقابلہ مین دیگر سلاطین اسلام سے ہندوؤن کے حق مین مہربانیان بھی تو ہوئی ہین - جو ان مہربانیون سے ہرگز کم نہ تھین جو مسلمانو نپر ہوئی تھین -

سلطان محمود غزنوی اور شاہ اورنگزیب کے واقعی یا فرضی سختیان یاد دلا کر آپ ہندوؤن کے خون مین جوش پیدا کرتے ہین - اکبر بادشاہ کے عہد کی مہربانیان یاد دین کیون نہین لاتے - جسکے دربار مین دیوان ٹوڈرمل کی ویسی عزت تھی جیسے ابو الفضل یا فیضی کی - دور نہ جاؤ اسوقت کابل جا کر دیکھ لو ہمین ہندو بھی ویسے ہی دیوان و

ارکان ہیں جیسے کہ مسلمان - پھر ان اہل اسلام کی مہربانیوں کو یک لخت فراموش کر کے کسی زمانہ کی سختیاں ہندوؤں کو یاد دلانا انصاف کا خون کرنا نہین تو اور کیا ہے؟

اسکے مقابلہ میں وہ جوش جو مسلمانون مین ہندوؤن کے ایسے خیالات کے برملا اظہار سے پیدا ہو رہا ہے یا جو پیدا ہو سکتا ہے اُسکا روکنا بھی علاج اور تدبیر سے باہر ہے کون چاہتا ہے کہ میں آقا بن کر پھر غلام بنون - یا افسر رہکر ماتحتی قبول کرون - اسی خیال سے مسلمان بھی خدا خدا کر کے مغربی تعلیم مین مصروف ہوئے ہیں - اور ان کی ترقی تعلیم کے وسایل سوچنے کے لئے ایجوکیشنل کانفرس اور اُنکے حقوق کی حفاظت کے لئے اینگلو اورینٹیل ڈفینس ایسوسی ایشن اف اپر اندیا قایم ہوئی ہے -

ان کی خدمت میں ہم برادرانہ التماس کرنے کی زیادہ جرأت کرتے ہیں اور اُسکی قبولیت کی زیادہ امید رکھتے ہیں کہ آپ صاحبان ہندوؤن کے اس جوش مذہبی اور خیال انتقام کے مقابلے مین کوئی جوش مذہبی اور خیال انتقام دل و دماغ میں نہ آنے دین - بلکہ صبر تحمل اور استقلال سے کام لین اور اپنی بہتری اور اصلاح کی تدبیر و رفتار کو استحکام کی ساتھ برابر جاری رکھیں - اور اگر ایسا حوصلہ اور ہمت نہیں رکھتے تو اپنے ملکی بھائیون کی جو تعلیم مین دولت میں قومی اتفاق میں تم سے بڑھ گئے ہیں - غلامی کو قبول کرلین اس صورت سے غالباً کچھ دن آرام سے گذر جائینگے - ورنہ آئے دن مصیبتون کا سامنا رہیگا اور اگر غلامی میں رہنے سے عار ہے اور اپنے بزرگون کے فاتح ہونے کا کوئی قصہ یا فسانہ یاد ہے اور آبائی عزت و غیرت کے خون کا تمہاری رگون میں کچھ اثر ہے - تو مغربی تعلیم میں جسکے واسطے گورنمنٹ نے ہندو اور مسلمانون کے لئے یکسان وسایل بہم پہنچا دیے ہیں - کوشش اور ترقی حاصل کر کے موجودہ فاتح قوم کی سلطنت کے ارکان بنین اور دولت و ثروت اور حشمت و شوکت کے حصول میں تعلیم کے علاوہ تجارت و حرفت کے ذریعے کوشش کو حد کمال تک پہنچائین اور اُسکے ساتھ اپنے مذہب اور علوم مذہب مین

بھی ترقی کرین۔ اور دوسرے مذاہب اور اُن مذاہب والوں سے ناجایز مزاحمت کا جسکی (ہمارا مذہب اجازت نہین دیتا) خیال دل میں ہرگز نہ آنے دین۔ ہماری ان گذارشات پر فریقین نے توجہ کی تو امید ہے کہ اس جوش کی کمی ہوجائے گی مسلمان تو پہلے ہی اپنے خستہ حالی کی مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خدا کا شکر ہے کہ چپ ہیں۔ اور ایسے وقت میں جبکہ ہندوؤں کے جوش کا دریا کناروں سے باہر ہو رہا ہے۔ وہ کسی ناجایز و خلاف قانون حرکت کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اور اپنے لیڈروں روزانہ کی ہدایتون اور نصیحتون پر (جو صبر و تحمل کے باب میں وہ اُن کو کر رہے ہیں) کاربند ہیں۔ ہندو صاحبان بھی اگر حوصلہ و انصاف کو کام مئین گے تو ہماری اس ناصحانہ التماس سے فائدہ اٹھائین گے۔

وہ سلطان محمود اور اورنگ زیب کی فرضی یا واقعی کہانیان چھوڑ کر شاہان اکبر جہانگیر اور شاہجہان کی مہربانیون کو پیش نظر رکھ کر مذہبی کدورت سے صاف سینہ ہوکر اپنے کام ترقی تعلیم و دولت مین (جسمین وہ مسلمانون سے پہلے ہی بہت بڑھگئے ہیں) مصروف رہین۔ اور یہ یقین اور امید رکھین کہ جو اس دوڑ مین بڑھے گا وہی آقا ہوگا۔ اور جو پیچھے رہیگا وہی غلام ہوگا۔ اس تدبیر ترقی کے سوا اور کسی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسرا سبب (جو قریب اور جدید ہے) یہ ہے کہ مسلمانون کی بدقسمتی و بداقبالی کی وجہ سے ان میں الہامی قاتل صاحب پیدا ہوگئے۔ جنہون نے پہلے تو اسلام کا وکیل بنکر مخالفین اسلام (نصاریٰ۔ یہود۔ اور ہنود وغیرہ) سے مباحثہ و مناظرہ کا بیڑا اُٹھایا اور انکے مقابلہ مین ایک کتاب براہین احمدیہ نام تصنیف کرچکنے اور اُسمین قرآن اور اسلام کی حقیت پر تین سو دلایل عقلیہ قرآن ہی سے نکال کر درج کردینے کا اشتہار دیدیا۔ اور اس اشتہار مین یہ درج کیا کہ مخالفین میں سے جو شخص اسکا جواب دے گا دس ہزار روپیہ اُسکو

انعام دونگا۔ اس اشتہار کے ذریعہ مسلمانون کو دام مین لاکر اور اپنا معتقد و مفتون بناکر اور اس کتاب کی صرف چند جلدین چھاپ کر خریدارون اور معاونون سے باعتراف خود دس ہزار روپیہ پیشگی وصول کرکے خورد برد کرلیا۔ اور ان جلدون مین اُن تین سو دلائل مین سے جنکے درج کردینے کا اظہار کیا تھا ایک دلیل بھی پوری بیان نہ کی۔ صرف چند تمہیدی باتون کو مختلف پیرایون نظم اور نثر مین اور تکرار کے ساتھ لکھ کر خریدارون کی تسلی کردی۔ پھر جب یہ خیال آیا کہ اس کتاب کی بقیہ جلدون کا تو خارج اور نفس الامر مین بجز اپنے خیال کے کہین نام و نشان نہین[۱] اور ان تین سو دلائل کا تو اپنے خیال مین بھی وجود نہین۔ لہذا اس بقیہ حصون کتاب کا چھاپنا ناممکن ہے۔ اور اس روپیہ کا جو اُسکے عوض مین لیا گیا ہے ہضم ہونا مشکل تو اس کتاب کی تیسری اور چوتھی جلد سے آپ نے الہام بازی شروع کردی اور اپنے خریدارون اور معتقدون کی توجہ عقلی دلائل کی طرف سے اپنے الہامات کے تماشے کی طرف منعطف فرمادی۔ اور نیز خریدارون کا دل بہلانے اور اُنکے دماغ سے تین سو دلائل اور باقی حصون کتاب کا خیال اچھی طرح سے بھلادینے کی غرض سے چند رسالے سُرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق وغیرہ جنمین متفرق مسئلوں پر بحث کی گئی ہے۔ شایع کردیئے۔ اور چند دوسرے ایسے رسالون کی بذریعہ اشتہارات بشارت دیدی جنمین بہت سے الہامون اور پیشگوئیون کے درج کرنے کا وعدہ کیا۔ ازانجملہ ایک رسالہ سراج المنیر ہے جسکی نسبت اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء مین چند ہفتون مین ختم کرکے چھاپ دینے کا اقرار کرکے صدہا روپیہ اور بھی مسلمانان پٹیالہ وغیرہ سے وصول کرلیا۔ لیکن وہ رسالہ اسوقت تک کہ مئی سنہ ۱۸۹۷ء ہے شایع نہ کیا[۱]۔

ان جلدون براہین اور رسایل اور اشتہارات مین ہندوؤنکو سنا انکو بہو بیٹیوں[۲] کی

[۱] آپکی خط آیندہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ اوسکو چھاپنا شروع کردیا ہی دیکھیے ہوتا کیا ہی ۱۲

[۲] شحنہ حق کی صفحہ ۱۹ مین آپ آریہ کو کہتے ہین کہ تم نے مجھسے اپنی لڑکی کا رشتہ تو نہیں کرنا کہ میری جایداد کی تحقیق کرتے پھرتے ہو۔ ایسا ہی سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۹۴ مین آریہ کی لڑکیون کا ذکر بکروہ طور پر لائے ہین ۱۲ ش

گالیان دینا اور اپنے الہامات مین انکو دہمکانا۔ اور الہامی قتل سے ڈرانا اور ان کے معبودون کو بُرا کہنا شروع کیا۔ اُنکے ڈرانے والے الہامات مین آپ کا وہ الہام بھی تھا جو مقتول لیکھرام کے متعلق اپنی کتاب آئینہ کمالات مین شائع و مشتہر کیا تھا۔ یہ دونو امر ہندؤن اور اُنکے معبودون کو بُرا کہنا اور الہامی قتل* سے انکو ڈرانا ہندؤن کے کمال اشتعال اور عداوت کے قریب اور قوی سبب ہو گئے ہیں۔ پہلے تو ان کے بے خبر اور زبان دراز مذہبی اور قومی وکیل پنڈت مقتول نے۔ جوان مین ایک چلتا پرزہ تہا۔ سالہا سال دل کو کھول کر اسلام اور اُس کے ہادی کو بُرا بھلا کہا۔ اور براہین احمدیہ کے مقابلہ اور جواب مین چند کتابین جو محض بدگوئی اور بدزبانی سے بھری ہوئی تہین۔ اور جنکا بہت سا حصہ متعصب عیسائیوں کی تحریرون سے انتخاب کیا ہوا تھا۔ ادہر اودہر سے جمع کر کرا کر چھپوا کر شائع کر دین۔ اور ساتھ ہی انکو عام مجلسوں مین تقریروں کے ذریعے بھی ہادی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہکر مسلمانون کو رنج پہنچایا۔

پھر جب وہ کسی سبب سے جسکی تعیین مین اہل الرائے کا اختلاف ہے دجو اشتہارون مین بیان ہوا ہے قتل کیا گیا۔ تو ہندؤن کو الہامی قاتل صاحب کے الہام مذکور کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ اُنہون نے اسکی دست آویز سے یہ یقین ظاہر و مشتہر کر دیا کہ ہمارے قومی وکیل کو اسی شخص نے اپنے الہام کی تصدیق کی غرض سے قتل کروا دیا ہے۔

بعض ہندؤن نے اور مسلمانان کو بھی اس قتل کی سازش مین شریک کر دیا۔ اور یہ کہا ہے کہ اُنکے مقدمہ فوجداری مین جو پنڈت کو سزا نہ ملی۔ اور اس سے ان مسلمانون کو خفت حاصل ہوئی۔ تو ملاؤن سے فتوے لے کر اسکو قتل کروا دیا۔ وہ بھی اس قتل کی سازش و الزام سے الہامی قاتل کو بری نہین کرتے۔ اور فتوے قتل کے ساتھ اُسکی پیشگوئی مذکور کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

الہامی قاتل یہ پیشگوئی نہ بھی کرتا۔ اور ہندؤن مین اُسکی اس پیشگوئی کا نوٹس نہ لیا جاتا

* اس امر کا اعتراف الہامی صاحب نے بھی کیا ہے۔ انکا اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء اور عریضہ اسمی گورنمنٹ موٴرخہ ۲۲ مارچ ۹۷ء صفحہ ۱ کالم ۲ سطر ۳۳ ملاحظہ ہو۔

اور صرف ان مسلمانان اہل مقدمہ پر الزام قتل قائم کیا جاتا۔ تو بھی اسکا رجوع اسی الہامی قاتل کیطرف ہوتا۔ ان مسلمانان نے پنڈت مقتول پر مقدمہ کیوں چلایا؟ اُسکی بدگوئی و توہین اسلام کی وجہ سے پنڈت نے ایسی بدگوئی اور توہین کیون کی؟ جس سے مقدمہ چلانے کی نوبت آئی؟

اسی الہامی قاتل کے انکو اور انکے معبودون کو برا بھلا کہنے۔ اور کمال اشتعال دلانے سے۔ اور جس حالت میں وہ اس بدگوئی اور اشتعال کے علاوہ لیکھرام کے قتل ہو جانے کی پیشگوئی بھی کرچکا تھا۔ اور تمام ہندوؤن کو اس پیشگوئی کا علم و خیال ہوگیا۔ تو اسے انکو حق پیدا ہوگیا۔ اور بہانہ ہاتھ آگیا۔ کہ یہ قتل اسیکا کام ہے گو اسمین بعض ہندوؤن نے اور مسلمانان کو بھی شریک و معاون قرار دیا ہے۔ بلکہ اکثر ہندوؤن کا تو یہ خیال ہوگیا ہے۔ کہ تمام مسلمان اس کام میں الہامی قاتل کے مددگار یا کم سے کم ہمدرد اور متفق الرائے ہیں۔

اور اس خیال سے اُنہون نے سبھی مسلمانون کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ اور اُسکے بدلے میں اُنکی ایذا رسانی کا خیال پختہ کرلیا ہے۔

ہندو، ایڈوکیٹ وغیرہ ہندو اخبارات نے جو کچھ مسلمانون کے برخلاف لکھا ہے وہ اسلامی اخبارون میں مشتہر ہو چکا ہے۔ ہم اُسکے ذکر و اعادہ کو پسند نہیں کرتے اور جو عملی کارروائیاں زبردست ہندو زیردست مسلمانون کی تباہی کے واسطے کر رہے ہیں انکو بیان کرکے اپنے مسلمانون کے رنج کو تازہ کرنا نہیں چاہتے۔

اسکے مقابلے میں مسلمان جو تدبیرین سیلف ڈیفنس (اپنی حفاظت) کے واسطے کر رہے ہیں۔ اور جوان کی عملی کارروائی شروع ہوگئی ہے اسمین ہم انکے اسوجہ سے شکر گذار و ثناخوان ہیں۔ کہ اُنہون نے جو کچھ کیا ہے اسمین کسی امر خلاف قانون کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور نہ اپنے مذہبی رنج کو جو اُنہیں پہنچایا گیا۔ پولیٹیکل ایجیٹیشن

دملکی جوش) کا مخزن اور منبع بنایا۔ لیکن اسقدر برادرانہ و ناصحانہ التماس ضرور کرینگے کہ اس سے بہتر اور آسان تدبیر وہ ہے جو ہم تحریر کرنا چاہتے ہیں۔ اُسکا نتیجہ اُنکی تجاویز کے نتیجے سے مفید تر اور آسانی سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ مگر ہم پہلے ہندوؤنکی خدمت مین کچھ گذارش کرلیں پیچھے اُنکی خدمت میں وہ تدبیر عرض کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

ہندو صاحبان کی اس حد اعتدال سے گذرے ہوئے **جوش کو اعتدال مین** لانے کے لئے ہم گذارش کرتے ہیں۔ اور وہی اس فساد کا جو اس جوش سے پیدا ہونے والا ہے علاج ہے۔ کہ اوّل تو اس تعیین کو دل و دماغ سے نکال دین۔ کہ پنڈت مقتول کا قاتل کوئی مسلمان ہے۔ اور اس یقین کے مقابلے میں اس احتمال کو بھی خیال مین لادین۔ کہ اُسکا قاتل کوئی ہندو ہو۔ جسکی وجہ مذہبی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس پنڈت سے جیسے مسلمان آزار رسیدہ اور ناخوش تھے۔ ویسے ہی ہنود بھی تھے۔ اور بقول ایڈیٹر اخبار عام (جو ایک پنڈت ہے) وہ ہندوؤنکے بزرگون کو بھی ویسا ہی پانی پی پی کر گالیان دیتا تھا۔ جیسے مسلمانون کے بزرگون کو اسوجہ سے اس قتل کا شبہ و گمان جیسا ایک کٹر مسلمان پر ہو سکتا ہے۔ ویسا ہی ایک کٹر ہندو پر بھی" پس کوئی وجہ نہین کہ مسلمانون کو اس شبہ کے لئے مخصوص کیا جائے **اور اسکی پرایوٹ وجہ وہ ہی** جو اخبارون میں مشتہر ہو چکی ہے۔ اور اس وجہ کی نظر سے سول اینڈ ملٹری گزٹ نے جو نیوٹرل (غیر طرفدار) اخبار ہے اور ہندو و مسلمان دونو سے علیحدہ **ریمارک** کرتا ہے۔ کہ "ممکن ہے کہ آخر کار یہ ایک پرایوٹ قتل ہو"

اور گو ہندو صاحبان اِس احتمال کو خیال میں جگہ نہ دین اور بلا دلیل اس احتمال اوّل پر اپنا یقین و ایمان قایم رکھین۔ کہ ضرور اُسکو کسی مسلمان نے مارا ہے۔ اور الہامی قاتل نے اُسکو بھگا کر اس قتل کا مرتکب بنایا ہے **تو پھر بھی انکو یہ حق** کہان پہنچتا ہی کہ اس جرم قتل میں تمام مسلمانون کو اسکا شریک و مددگار یا ہمدرد و متفق الرائے سمجھیں

کیا انکو معلوم نہیں ہو کہ ہندوستان کے مسلمانون میں بہت ہی کم لوگ ہین جو الہامی قاتل کو مسلمان سمجھتے ہون - وہ تو جمہوری رائے سے اسکو دائرہ اسلام سے خارج کرچکے ہین - اور علماء ہندوستان و پنجاب پشاور سے کلکتہ اور مدراس و بمبئی تک اُسپر تکفیر کا فتوے لگا چکے ہیں جو اشاعۃ السنہ جلد (۱۳) میں درج ہوکر تمام ملکون ہین شایع ہوگیا ہے - اور اُسکی ایسی کارروائیون سے کہ وہ ہندوؤن اور اُنکے معبودون اور اکابر مذہب کو گالیان دیتا ہے - وہ لوگ بھی ناراض ہیں جو ہنوز اُسکو کافر نہیں کہتے - بلکہ صرف گمراہ یا خطاکار قرار دیتے ہیں - اور اس دشنام دہی سے وہ اپنے ہادی کی تاکیدی ہدایتون کو مانع پاتے ہیں - قرآن شریف میں جو مسلمانوں کا دین و ایمان ہے خدا کا یہ

لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام - ع - ۱۳ -)	ارشاد ہے - جنکو تمہارے مخالف خدا کے سوا پکارتے اور پوجتے ہیں - اُن کو تم گالی نہ دو وہ دشمنی سے اُسکے بدلے و مقابلہ

میں خدا کو گالیان دینگے -

بخاری و مسلم میں جو مسلمانوں میں قرآن کی مانند واجب العمل تسلیم کیجاتی ہیں ایک

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ متفق علیہ (مشکوۃ صلاہ)	حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ بڑے بھارے گناہون سے یہ عمل ہے کہ انسان اپنے ماباپ کو گالیان دے - کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا بھی کوئی ہے جو اپنے ماباپ کو گالیان دیتا ہو - آپ نے فرمایا ہان (لوگ یون گالیان دیتے ہیں) کہ اس نے اُس کے

باپ کو گالی دیہی - وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے - اُس نے اسکی ماکو گالی دی وہ

اُسکی ماکو گالی دیتا ہے۔

اور اس الہامی قاتل کی اُن پیشگوئیوں کو جو لوگوں کے مرنے کی نسبت وہ مشتہر کرتا ہے۔ بعض وہ لوگ بھی نہیں مانتے جو اُسکے اتباع مین شمار کئے جاتے ہین۔ اُن پیشگویون ہین وہ اُسکو خطا پر سمجھتے ہیں۔ گو اُسکی اور باتون کے دہوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بہر حال اُسکے قتل کے الہاموں اور گالیون کو تسلیم کرنے والے مسلمان بہت ہی کم ہین۔

ہاں اسمیں شک نہیں کہ مقتول پنڈت کی گالیون سے تمام مسلمان بہت تنگدل و آزردہ خاطر ہیں۔ اور ایسا مسلمان کوئی نہ ہوگا جسکے دل ہیں ان گالیوں کا سخت رنج نہ ہوگا۔ مگر اس رنج کو اس ذریعے سے نکالنا کہ وہ اُسکو قتل کر ڈالین۔ یا اس قتل کی سازش میں شریک ہون۔ یا اس سے اتفاق کرین وہ ہرگز پسند نہین کرتے۔ اُسپر روشن دلیل یہ ہے۔ کہ گالیون اور مذہبی توہین کے بدلے ایک غیر اسلامی سلطنت کے زیر حکومت رہ کر توہین کنندہ کے قتل کو وہ بحکم مذہب جائز نہیں سمجھتے۔ اور خلاف ورزی قانون سلطنت سے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا وہ گناہ جانتے ہیں۔ اگر وہ اس امر کو جائز سمجھتے اور اُسکی جرأت رکھتے تو اس پنڈت کے پہلے الہامی قاتل کا کام تمام کر چکے ہوتے۔ کیونکہ وہ شخص باوجود منافقانہ دعوے اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کر چکا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو توڑ کر خود نبی بن بیٹھا ہے۔ اور آنحضرت کے حق مین حضرت عیسے علیہ السلام کی اس بشارت کو کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ آپ سے چھین کر اپنے اوپر لگا چکا ہے۔ اور حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم اور قابل نفرت کہہ کر انکی سخت توہین کی ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے مذہب اور اعتقاد میں مسیح علیہ السلام بھی ویسے ہی واجب التعظیم ہین جیسے آنحضرت اور دوسرے انبیاء علیہم السلام۔ اور اس توہین کے علاوہ اُس نے انکو برملا گالیاں دین

اور لعنتیں کہی ہیں۔ تبھی بھی مسلمانون نے صبر کیا۔ اور اسپر صرف فتوے کفر لگا کر اپنی
جماعت سے اُسکو خارج کر دیا۔ اور بلحاظ خوف قانون گورنمنٹ جسکی پابندی وہ بلحاظ
مذہب بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور آئندہ علیحدہ بھی بیان
ہوگا۔ اُسکے قتل کا ارادہ نہ کیا۔ اس مثال کے جواب میں اگر ہندو یہ کہیں۔ کہ وہ بظاہر
تو مسلمان کہلاتا ہے۔ اور نام ہی کا اکثر مسلمانون کو لحاظ ہوتا ہے۔ اسلیئے مارا نہیں گیا
تو ہم دوسری مثال پیش کرتے ہیں۔ پادری لوگ ہمیشہ گلی کوچون مین مذہب
اسلام کی توہین کرتے ہیں۔ اور ہادی اسلام کو برا کہتے ہین۔ مگر کسی نے نہ سنا ہوگا۔ کہ
کسی پادری کو کسی مسلمان نے گالیون کے بدلے مار ڈالا ہے۔

تھوڑے دن گذرے ہیں کہ گڑگانوے کے ایک پادری نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی توہین میں ایک رسالہ اردو مین شایع کیا تھا۔ اس رسالے کو دیکھ کر کبھی
مسلمانان دہلی اور قرب وجوار کو جنکو اس قتل کے الزام مین شامل کیا جاتا ہے۔
جوش نہ آیا اور اُنہون نے اس پادری کو قتل نہ کیا۔ بلکہ صرف ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ
سے جسمین یہ خاکسار راقم مضمون بھی شامل تھا۔ سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کیخدمت
میں اس شکائت کو پیش کیا۔ جس پر ہز آنرز لفٹنٹ گورنر صاحب نے صرف اسقدر
مسلمانون کی دلجوئی اور دادرسانی کی۔ کہ اس رسالے کی اشاعت روک دی اور
کوئی اور کسی قسم کی سزا اس پادری کو نہ دی۔ تب بھی مسلمانان دہلی وغیرہ نے پادری
کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ اس مثال سے جسکے ماننے میں کسی کو عذر کی گنجایش
نہین۔ ہندوؤں کو یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ہادیون کے حق مین گالیان سنکر
بھی مسلمانون کو صبر کی عادت ہے۔ اور انکو مذہب کیطرف سے اجازت نہین ہے
کہ غیر اسلامی سلطنت کے ماتحت رہ کر دہ گالیون کا انتقام قتل سے لیں کیونکہ اسمیں انکو
اپنے قتل و ہلاکت کا خوف ہے۔ جس سے انکو یہ حکم خدا تعالے مانع ہے۔ ولا تلقوا

بایدیکو الی التھلکۃ یعنے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مسلمانون کے اس عمل و اعتقاد کو اور الہامی قاتل کی نسبت مسلمانون کی خیالات مذکورہ بالا کو ہندو انصاف سے سوچینگے اور اسمین غور و تامل کو کام میں لائینگے۔ تو وہ یقین کرینگے کہ اگر بالفرض والتسلیم اُنکے مقتول کو الہامی قاتل نے قتل کرادیا ہے۔ تو بھی مسلمانوں کو اُسکے فعل سے کوئی تعلق نہین ہے۔ نہ مسلمان اُسکے اس فعل مین داگروہ بقول و زعم ہندوؤن کے اس سے وقوع میں آیا ہے) شریک ہیں نہ معاون نہ ہمدرد۔

اور اس یقین سے امید ہے کہ وہ اپنے اس غلط خیال کو واپس لینگے۔ اور بذریعہ ان ہی اخبارات کے جنمین وہ غلط خیال شائع کرچکے ہیں۔ عام مسلمانون کی برائت کا خیال ظاہر و مشتہر کرینگے۔ اور آئندہ مسلمانون سے اپنا وہی برتاؤ رکھین گے۔ جو اس سے پہلے ان میں جاری تھا۔ اور دنیاوی امور میں اُنسے وہی ساتھ رکھینگے جو قدیم سے چولی دامن کا ساتھ چلا آتا ہے۔

بھائی مسلمانون کی خدمات بابرکات میں باادب و کمال محبت سے یہ ناصحانہ التماس ہے کہ جو تدبیرات اپنی حفاظت کی آپ کر رہے ہیں وہ آپ کی موجودہ حالت کی نظر سے باوجود فی نفسہا مفید ہونے کے مفید نہ ہونگے۔ اور چل نہ سکین گے۔

ان تدابیر کا اصل اصول علیحدگی ہے۔ اور اُنکا نتیجہ تفرقہ و دشمنی ہے۔ اور آپکی موجودہ حالت اُنکی مصوب و مجوز نہین۔ (۱) زراسقدر آپ کے پاس نہیں دجسقدر ہندوؤں کے پاس ہے)۔ (۲) اتفاق قومی آپ میں نہین جو ہندوؤن میں ہے (۳) تعلیم علوم مغربی و فنون صنعتی دجو تحصیل زر کا وسیلہ ہے۔ اور اسی سے آجکل نوکری ملسکتی ہے اور اسی سے ترقی تجارت و صناعت متصور ہے۔) آپ کی قوم میں نہین دجس قدر

ہندوؤن مین ہے -) اب رہا جوش مذہبی سو اگرچہ عوام مسلمانونمیں ہندوؤں کی نسبت زیادہ ہے، مگر خواص کا جوش اُنکے خواص کی نسبت کم ہوگیا ہے - پھر آپ کس حوصلہ پر آپ اُنکے مقابلہ مین تجارت* چلائینگے - اور کس ہمت پر انسے عدالت مین مقدمات لڑائین گے - لہذا آسان تدبیر ہندوؤں کے ناجائز منصوبون اور اُنکے برے ارادون سے بچنے کی آپ کی موجودہ حالت کی نظر سے یہی ہے کہ آپ صاحبان اُنکے سامنے اُن خیالات کا اظہار کرین جو مین نے آپ کی طرف سے وکالتاً ظاہر کئے ہین - اور اپنی اسلامی مجلسون میٹنگوں مین اس مضمون کی ریزولیشن (تجاویز) پاس کرین - کہ الہامی قاتل کی بدگوئی اور الہامی قاتل کے مضمون پیشگوئی سے ہمکو اتفاق نہین ہے اور ہم اس قتل کو اگر وہ الہامی یا کسی اور مسلمان سے سرزد ہوئی ہے -) مجوز و حامی نہین ہین - اور ان خیالات کی اخبارات مین اشاعت کرین امید ہے اس سے ہندوؤن کے خیالات بدل جائینگے اور اُنکے برخلاف خیالات صلح پسندی کو وہ ظاہر کرینگے - وہ بھی خوب جانتے ہین کہ گو وہ مال و دولت و تعلیم و اتفاق مین مسلمانون سے فائق ہین - مگر علیحدگی اور تفرقہ مین مسلمانون ہی کا نقصان نہین ہے - بلکہ ہندوؤن کا بھی سخت نقصان ہے - اُن کی تجارت کا بڑا مدار مسلمان ہی ہین - وہ اپنے ہی کھاتون اور روزمرّہ کے گاہکون کیطرف رجوع کرین گے - تو ہندوؤن

* اس سے یہ مقصود نہیں کہ جو ہمارے مسلمانون نے تجارت کی تدبیر کی ہے اور کچھ شروع کردی ہے - اُسکو چھوڑ دین اور ہمیشہ کے لئے ہندوؤن کے دست نگر رہیں - جو ایسا خیال رکھتا ہے وہ مسلمانوں پر سخت ظلم کرتا ہے - اس تجویز تجارت سے صدہا مسلمان جو بیکار تھے - اور اسوجہ سے طرح طرح کے اوہام اور اندیشون کے محل تھے وہ کام مین لگ گئے ہیں - اور ٹکڑا کمانے کھانے لگے ہین - لہذا اس تجارت کی موقوفی کا خیال کرنا مسلمانون کو مثل سابق بیکار بنا دینا اور توہمات کا نشانہ بنانا ہی - بلکہ مقصود یہ ہے کہ مقابلہ کا خیال نہ رکھین - اور ہندوؤن کو بھی اُنکی تجارت پر یہ خیال نہ ہو جاوے کہ ہمارے مقابل میں مسلمان بھی اپنی تجارت کرنے لگے ہیں

کی نسبت زیادہ مسلمانوں کو اپنا خریدار پائینگے۔ ہندو سو روپیہ کی ماہوار آمدنی سے دس نہائیت بیس خرچ کرے گا۔ مسلمان کو بیس کی آمدنی ہوگی تو تیس خرچ کرے گا انکا روپیہ خوراک اور پوشاک کے ذریعہ سے اکثر ہندوؤن ہی کی دکانون اور گھرون میں جاتا ہے۔ انکے اپنے گھرون میں کم رہتا ہے۔

اس سے بڑھ کر مفید تدبیر جس سے ہندوؤن کی آتش جوش پر دفعتاً پانی پڑ جاسکے یہ ہے کہ مسلمان ہندوؤں کو قاتل کا پتہ لگانے میں مدد دین جس کی آسان صورت یہ ہے کہ مسلمانون میں سے وہ لوگ جو الہامی صاحب کے معتقد و مرید ہین۔ انکی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کرین کہ یا حضرت آپ کی پیشگوئی متعلق موت لیکھرام کی وجہ سے ہندوؤن کو یہ غلط گمان پیدا ہوگیا ہے۔ کہ وہ آپکی سازش سے قتل کیا گیا ہے۔ اور اس خیال سے ہندو تمام مسلمانون کے جانی دشمن ہوگئے ہیں۔ اور ان بیچارون پر ایک آفت برپا ہے۔ ازانجاکہ آپ ہم مریدونکے اعتقاد میں مسلمانون کے امام وقت اور خلیفہ ہیں۔ و مسیح موعود و مہدی مسعود۔ لہذا مسلمانون کی دستگیری اور اس آفت عظیم سے انکی جان بری آپ نہ کرینگے تو پھر دنیا بھر میں اور کون ہے۔ جس سے یہ آفت دور ہو۔ اور اوس کی مدد سے ان کی جان بچ جائے اب للہ مسلمانون پر رحم کرین۔ اور اُس مقتول اور اُسکے وارثون سے بھی انسانی ہمدردی کرین۔ (جسکا آپ اشتہار ۹ مارچ ۱۸۹۷ء میں وعدہ دیچکے ہیں) اور اپنے خداداد الہام اور وحی کے ذریعے خدا تعالے سے (جسکو آپ سو دفعہ پکارتے ہیں تو سو ہی دفعہ وہ آپ کو جواب دیتا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۵۸ میں حضور نے فرمایا ہوا ہے۔) دریافت کرکے اس قاتل کو (جسکو آپ اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء نابکار خونی لکھ چکے اور پھانسی اور بدتر سے بدتر سزا کے لائق قرار دیچکے ہیں) پتہ بتا دین تاکہ ہندو اس سے انتقام لین۔ اور مسلمانون کو اپنے بے حد غضب و عتاب سے

؎ یہ باتین آپ خود اشتہار ۱۵ مارچ و عریضہ بنام گورنمنٹ میں فرما چکے ہین

رہائی بخشیں۔

اور اگر معتقدین و مریدین الہامی صاحب یہ جرأت نہ کریں۔ اور غالباً انکو اور حضرت اقدس الہامی صاحب کے شان کو اس سے ارفع سمجھیں گے۔ کہ بلا الہامی جازت اُنکے حضور میں کسی کی سفارش کریں۔ اور یہ کہیں گے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنے کس کی جُرأت و طاقت ہے کہ اُنکے حضور میں بلا اذن حضور اقدس کے کسی کی سفارش کرے۔ تو بدرجہ دوم بھی کام دوسرے اہل اسلام کریں۔

اہل اسلام کے چند اعیان جنکو قوم کی صلاح و فلاح و سود بہبود کا خیال ہے اور وہ قومی کاموں کا حصہ لیتے ہیں۔ اور انکو الہامی صاحب سے معتقدانہ تعلق نہیں ہے اُنکی خدمت میں اتفاق کے ساتھ اس مضمون کے مراسلت بھیجیں کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اکثر لوگوں (خصوصاً ہندوؤں) میں مسلمان تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور آپنے لیکھرام کی موت کے متعلق ایک پیشگوئی کی تھی جس سے مسلمانوں کو یہ مضرت پہنچی ہے کہ اسوقت لیکھرام خدا جانے کس سبب سے اور کس کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ مگر ہندؤں کو اس پیشگوئی کیوجہ سے "اونگھتی کو ٹھیلتے کا بہانہ" آگیا ہے۔ اور اُنکا یہ خیال ہو گیا ہے کہ اس قتل میں آپ کی بلکہ تمام مسلمانوں کی سازش ہے۔ اور اس خیال سے وہ سب مسلمانوں کے دشمن جانی ہو گئے ہیں۔ اور جب تک اُنکا یہ گمان غلط ثابت نہ ہو ان کو اس دشمنی کا کسیقدر موقعہ بھی ہے۔ کیونکہ ہمارے بزرگ اہل اسلام کے یہ بات کھ گئے ہیں۔ ع

چو از قومے یکے بیدانشی کرد ٭ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

نمے بینی کہ گاوے در علفزار ٭ بیالاید ہمہ گاوان دہ را

لہذا آپ مسلمانوں پر رحم فرما دیں اپنے الہام کا ٹیلیفون یا ٹیلیگراف لگا کر خدا تعالےٰ سے پوچھ کر بتا دیں کہ قاتل کون ہے۔ جسکے سبب سے تمام مسلمان بدنام ہو رہے ہیں۔

آپ کی توجہ سے قاتل کا پتہ لگ گیا تو تمام مسلمانون کی جان اور مال و آبرو کو امن ہو جائیگا اور آپ کا الہامی ہونا منکرون مین بھی مسلم ہو جائیگا۔

اور اگر وہ لوگ بھی اس مراسلت کی جرأت نہ کرین (اور غالباً نہ کرینگے کیونکہ اول تو اعیان اور خواص اہل اسلام مین اب مذہبی جوش کم ہو گیا ہے۔ (چنانچہ سابق معروض ہوا۔) یہی وجہ ہے کہ الہامی صاحب سالہا سال سے رسالت و نبوت و وحی الہام کا دعوے اور انبیاء کی توہین اور معجزات انبیاء کے نفی اور اپنے لئے کرامتون کے تودے کے تودے اور انبارون کے انبار ثابت کر رہے ہیں۔ اور ان مسلمانون کے (جو اعیان کہلاتے ہیں) کان پر جون نہیں چلتی۔ اور وہ اتنا نہیں جانتے کہ الہامی صاحب کہ کیا رہے ہیں۔ اسوقت الہامی صاحب کی تکفیر و علیحدگی کی بابت جو کچھ کیا غربا اور علماء نے کیا۔ جو اس زمانہ مین اعیان کی نظرون سے گرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اُن کے اس فعل کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اور اگر کسی مین کچھ جوش و حمیت باقی ہے تو اُسکے ساتھ اُسکو الہامی صاحب کے الہامات قتل و موت اور گالیون کا ڈر لگا ہوا ہے ہم نے بڑے بڑے اعیان کا یہ مقولہ سُنا ہے۔ کہ قادیانی ہے۔ تو لیکھرام ثانی مگر ہم ہکو چھیڑ نہین سکتے۔ ایک بڑے مالدار مشہور لکچرار مسلمان کا مقولہ ہے کہ میان اس سے کون گالیان سُنے۔ آپ قادیان مین پہنچکر الہامی صاحب کی خبر لینا چاہتے تھے۔ مگر یہ کہکر رُک گئے۔) تو پھر

بدرجہ سوم ہم ہندوؤن کی خدمت میں بھی عرض کرینگے کہ آپ ہین بھی صاحب غرض و اہل حاجت آپ اپنی غرض پوری کرنے کی طرف بھی توجہ کرین۔ اور آپ مسلمانون پر رحم فرما کر ان کا پیچھا چھوڑ دین۔ اور اس صورت سے جو ہم مسلمانون کی خدمت مین عرض کر چکے لپنے قاتل کا پتہ الہامی صاحب سے دریافت کرین وہ خواہ اپنا ڈومی فیشل خط یا میموریل الہامی صاحب کے حضور مین بھیجین یا افیشل طور پر

(بذریعہ عدالت) آپ سے سوال یا درخواست کریں۔
مضمون خط یا سوال یا درخواست یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ نے پرچہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۴۔ کالم اول سطر ۷ میں ضمیمہ انیس ہند میرٹھ کا یہ قول کہ ہمارا ماتا تو اسیوقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے انکی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی۔ ورنہ انؑ حضرت کو کیا علم غیب تھا" نقل کر کے اسکے جواب میں فرمایا ہے۔
کہ "یہ تمام صاحب آپ اس بات کو تنقیح طلب ٹھہراتے ہیں۔ کہ کیا خدا نے اُس شخص کو علم غیب دیا تھا۔ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ سو اسوقت ہم بطور نمونہ بعض اور پیشگویوں کو درج کرتے ہیں۔ تاکہ ان نظایر کو دیکھ کر آریہ صاحبوں کی آنکھیں کھلیں" (پھر آپ نے نو پیشگوئیاں نقل کی ہیں) اور عریضہ اسمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں آپ نے کہا ہے۔ کہ "بجز خدا کس کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جسکی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی۔ اور وہ تاریخ بھی تبلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنے دوسری شوال جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے۔ اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنے یہ کہ اسکی وفات کا دن یکشنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے۔ اور وہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنے یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا۔ اور چھ مارچ کے دن میں۔ اور چھ بجے بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے۔ پس کیا باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ سترہ برس پہلے یعنے اسوقت کہ جب لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہوگا خبر دیدی۔ بلکہ یہ خدا کا کام جو زمین و آسمان کو بنانیوالا اور عالم الغیب ہے"
اور اس عریضہ میں آپ خدا کا یہ الہام اپنے حق میں نقل کر چکے ہیں۔ کہ "جدہر تیرا منہ خدا کا اسیطرف منہ ہے۔ (یعنے خدا تیری دعائیں سُنتا اور قبول کرتا ہے۔)"

اور اس سے پہلے اشتہار ۱۵- مارچ مین لکھ چکے ہیں کہ جو شخص مجھے سازش قتل مین شریک سمجھتا ہے وہ قسم سے یہ بات کہے تو میں اس کے لئے بددعا کرونگا- اور وہ ایک سال میں مرجائے گا- اور اشتہار ۵- اپریل ۱۸۹۷ء اپنی اس قبولیت دعاء پر ایسا بھروسہ کیا ہے کہ درصورت عدم قبولیت دس ہزار روپیہ جرمانہ دینا- اور اپنے لئے پھانسی کی سزا پانا بھی قبول کرلیا ہے- اور اس واقعہ سے پہلے عبد اللہ آتھم کے مقابلہ میں بھی آپ نے متعدد اشتہارون میں یہ دعوے کیا تھا کہ اگر عبد اللہ آتھم قسم سے کہدے کہ مین اس پیشگوئی سے نہیں ڈرا تو وہ ایک سال مین مرجائے گا- نہ مرا تو میں چار ہزار تک اُسکو جرمانہ دونگا- اور ان دونون اور عیسائیون کے مقابلہ مین رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ میں بھی یہ دعوے کیا ہے- کہ عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کوئی اور عیسائی قسم کھالے اور مباہلہ کرکے کہدے کہ وہ پوری نہین ہوئی- تو وہ بھی ایک سال کے اندر مرجائیگا- اور کتاب براہین کے صفحہ ۲۵۰ میں آپ یہ دعوے بھی کرچکے ہین کہ اگر آپ کو خدا تعالے سے سو مرتبہ سوال اور دعاء کا اتفاق ہوتا ہے تو اُنکا جواب سو ہی مرتبہ صادر ہوتا ہے- اور اُسکا متواتر تجربہ آپ کو ہوچکا ہے- اور کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۸ و ۶۹- آپ نے لکھا ہے- کہ اہل کمال (یعنے اولیاء اللہ) جو مرتبہ لقاء اللہ کو پہنچ جاتے ہیں- (جسمین آپ اپنے آپ کو داخل اور بہت سے سابق اولیاء اللہ سے بہتر سمجھتے ہیں- اور اشتہار اُردو و انگریزی بیس ہزاری مین یہ دعوے کرچکے ہیں-) تو ان کا لفظ کن (یعنے کسی کام کی نسبت یہ کہنا کہ ہوجا-) تموج کی حالت میں خدا کے کن کی مانند خطا نہیں کرتا- (یعنے جو وہ کہتے ہین سو ہوجاتا ہے-) آپکے ان کوٹیشنوں (حوالجات سے جو ہم نے کوٹ کئے ہیں (یعنے جنکے حوالہ دیئے ہیں- اور عبارات نقل کی ہیں-) صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے حضور مین آپ کا بڑا قرب ہے- اور اُسکے امور قضا و قدر ملنے جلانے میں آپ کو بڑا دخل ہے- گویا خدائی کے حصہ مین آپ کا ساجھا ہے- اور جو بات آپ خدا کو

کہتے ہیں خدا کو وہ مان ہی لینی پڑتی ہے -

اس دعوے میں اور ان بیانات میں جو ہمنے آپ کی کتابوں اور اشتہاروں سے نقل کئے ہیں - آپ سچّے ہیں تو آپ ہم پر ترحم فرما کر خدا سے پوچھ کر قاتل کا پتہ بتادیں - اور اُسکے قاتل ہونے کے دلائل و علامات بھی جو خدا کے علم میں ہیں - اور وہ جہاں کے عقلاء اور بیرسٹروں اور ججوں کے بیانات اور دلایل سے ضرور پر زور اور مدعا کے مثبت ہونگے ارشاد کریں - اس صورت میں نہ ہم صرف آپ کو یا آپ کے مسلمان بھائیوں اپنے غلط گمان سازش قتل سے بری کرینگے - بلکہ اسکے ساتھ معقول انعام بھی دینگے علاوہ اس انعام کے جو پولیس نے دینا کیا ہے - اور آپ کی کرامات کے سب لوگ قایل ہوجاینگے

اس سوال کے جواب میں اگر وہ کہیں - (اور غالباً یہی کہیں گے - چنانچہ آپ کے رسالہ برکات الدعا کے صفحہ آخر کا الہام[1] حاشیہ اسپر گواہ ہے -) کہ قاتل انسان نہ تھا - بلکہ خدا کا فرشتہ تھا - جو انسان کی صورت میں دکھائی دیتا تھا - تو اسکے جواب میں آپ سے اولاً یہ کہا جائے کہ اس صورت میں آپنے اس قاتل کو نابکار خونی اور لائق بدتر سے بدتر سزا کیوں کہا - پھر یہ درخواست کیجائے کہ آپ مہربانی کرکے اس فرشتہ کو جو آپ زیر گمان اور آپ کی تائید و خدمت کے لئے مامور تھا حکم دیں یا خدا سے اُسکو حکم دلوا دیں کہ وہ اسی صورت میں جسمیں قتل کرنے کو آیا تھا - پھر ایک دفعہ ظاہر ہو - اور ایک جماعت کو اپنا آپ دکھاوے - اس صورت میں بھی نہ صرف آپ یا آپکے مسلمان پیرو الزام سازش قتل سے بری ہونگے - بلکہ آپ تمام دنیا میں مقدس اور خدا کے ملہم مخاطب اور آخری زمانہ کے پیغمبر (جیسا کہ آپ کو دعوے ہے) تسلیم کئے جائیں گے - اور تمام خلقت حتےٰ کہ سلطنت کا رجوع آپ کی طرف ہو جائے گا - اور دنیا میں ایک مذہب جس کی طرف آپ بلائیں گے قائم ہو جائے گا - اور مُلک میں ہمیشہ کے لئے امن قایم ہو جائے گا -

[1] یہ الہام اصل عبارت کے ساتھ صفحہ ۲۶ میں منقول ہے -

اور اگر اس سوال کے جواب مین وہ یہ عذر کرین کہ آخر میں بندہ ہون خدا نہیں۔ مین خدا کی جناب مین قاتل کی نشان دہی کے لئے عرض کرونگا۔ وہ چاہیگا تو اس عرض کو منظور کرے گا۔ اور چاہے گا تو نامنظور کرے گا۔ میرا اسپر کوئی زور تو نہین ہے۔

تو اسکے جواب مین آپ لوگ کہین کہ یہ جواب آپکے ان بیانات وعبارات کے جو نقل کئے گئے ہین مخالف ہے۔ ان عبارات مین تو آپ نے خدا کو ایسا محکوم بنایا ہوا ہے کہ جدہر آپ کا منہ اسیطرف خدا کا منہ۔ آپ سو دفعہ بلادین تو وہ سو ہی دفعہ لبیک و حاضر ہون، پکارے۔ پھر وہ اس سوال نشاندہی قاتل کے جواب مین کیونکر آپ کا خلاف کرسکتا ہے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ جب مین کسی منکر پیشگوئی کو (مسلمان ہو یا ہندو۔ ایک ہو خواہ سو) قتل کرنے یا مارنے کے لئے خدا تعالے سے سوال کرتا ہون تو وہ میرا سوال سن لیتا ہے اور جب قاتل کا پتہ بتانے (جس سے قصاص لیا جاسکتا ہے۔ اور اس قصاص سے بحکم آیت ولکم فی القصاص حیوٰۃ یا اولی الالباب دوسرون کی زندگی متصور ہے) کی بابت سوال کرون تو وہ نہیں سنتا۔ اور مجھے خدا نے لوگو کو مارنے کے لئے بھیجا ہے۔ جیسا کہ مجھسے پہلے مسیح کو مردونکو زندہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو اسپر یہ سوال کرین کہ پھر آپ نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۵۸۔ اور آئینہ کے صفحہ ۶۸ و ۶۹۔ اور عریضہ بہمی گورنمنٹ کے صفحہ اول کے بیانات والہامات مین یہ قید کیون نہ لگا دی تھی۔ تاکہ آپ سے قاتل کے پتہ لگانے کا سوال[1] کیا جاتا اور نیز اگر آپ لوگون کو مارنے ہی کے واسطے مامور اور خدا کی طرف سے منصور ہو کر آئے ہیں۔ تو پھر آپ تمام مسلمانون اور عیسائیون کے خیال واعتقاد مین آنے والے مسیح کو خونی مسیح کیون کہتے ہین۔ اس صورت مین تو خونی مسیح کا لقب آپ ہی کے لئے موزون و مخصوص ہونا مناسب ہے۔

[1] اشتہار جوابی سردار راج اندر سنگھ مطبوعہ ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء مین آپ اپنا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۹)

ان سوالات کا جواب وہ کافی نہ دین تو پھر ہم نہین کہہ سکتے کہ ہندو یا اُنکی درخواست پر عدالت الہامی صاحب سے کیا سلوک کرے۔ کیونکہ یہ امر قانون کے متعلق ہے۔ اور ہم قانون نہیں پڑہے ہے۔

نقل حاشیہ صفحہ (۲۸)

خونی مسیح ہونا فخر سے قبول کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کے حق میں آیا ہے کہ " کافر اسکے دم سے مرینگے " یعنے اُسکی دعا سے۔ اُنپر عذاب نازل ہوگا۔ سو اگر عذاب کی پیشگوئیاں بدنامی ہیں تو یہ بدنامی تو خدا کے قول سے ہمارے حصہ مین آگئی۔ ہے

درکوئے نیک نامی مارا گذر ندادند ✤ گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

اس میں آپ نے کمال چالاکی کی ہے۔ کہ اپنے خونی ہونے کے اعتراف کے ساتھ حضرت مسیح کو بھی خونی بنالیا ہے۔ اور یہ ٹیٹل (خطاب) خدا کی تقدیر سے انکے اور اپنے لئے ثابت کیا ہے۔ اور اسمیں مسلمانوں کو کئی دہوکے دیئے ہیں (۱)۔ کہ یہ خون اور قتل ہم دونوں کے کمالات سے ہے نہ عیب (۲) اور ہم دونو اسی کام کے لئے مخصوص و مامور ہوکر آئے ہیں۔ کہ لوگوں کو قتل کریں۔ آپ کے اس اعتراف نے ہمارے اس سوال کو پکا کر دیا کہ پھر آپ مسلمانوں پر یہ طعن کیوں کرتے ہیں کہ وہ خونی مسیح کے منتظر و معتقد ہین کیا خدا تعالے سے کہ کر کسیکا خون کرنے اور کسیکو تلوار سے مار ڈالنے مین کچھ فرق ہے۔ ؟۔ ہرگز نہیں۔

نقل حاشیہ صفحہ (۳۰)

دوسرا سوال اس اعتراف پر یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم نے مردہ بھی تو زندہ کئے۔ اور لا علاج بیمار اور مادرزاد اندہے اور کوڑہی اچھے کئے چنانچہ نص قرآن سے ثابت ہے۔ لہذا وہ صرف خونی کہلانے کے مستحق نہین ہو سکتے اور آپ صرف مارتے ہیں یا منکروں کو کوڑہی اندہی بنانیکا دعوے کرتے ہیں لہذا خونی کہلانیکے آپ ہی مستحق ہین۔ پھر آپ مسیح ابن مریم کو اپنے ساتھ کیونکر ملا سکتے ہیں۔ اور خود اُنکے نظیر کیونکر بن سکتے ہیں۔

اور اگر ہنود و صاحبان بھی اپنی دولت و روزافزوں ترقی کے غرور سے یا اپنے دوسرے منصوبوں اور تدبیروں کے دجو مسلمانوں کو زیر اور ذلیل کرنے کے لئے وہ کر چکے ہیں) بھروسہ پر ہماری اس تجویز کو نہ مانیں تو پھر بدرجہ چہارم ہم

نقل حاشیہ صفحہ (۲۹)

یہی آپکے اس اعتراض میں دھوکے ہیں۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

اوّل یہ کہ آپنے حضرت مسیح کے حق میں صرف یہ نوشتہ تو نقل کیا کہ "کافر اُنکے دم سے مرینگے۔ اور انکا مُردوں کا زندہ کرنا۔ اور لا علاج بیماروں اور کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا نظر انداز کیا۔ اور یہ جتا تا کہ اُسکا کہیں ذکر نہیں آیا۔

دوسرا دھوکہ یہ کہ دم کی تفسیر بطور تحریف آپنی دعا سے کی جو کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہے۔ بلکہ اسکی تفسیر روایات حدیثہ میں ایسی صفات سے ہوئی ہے۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے سانس مراد ہے۔ (جو خوشبودار ہوگی اور وہ وہاں تک پہنچے گی جہانتک ان کی نگاہ پہنچے گی) نہ دعا جو نہ خوشبو رکھے نہ کسی مسافت میں محدود ہو سکتی ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات و نفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ (صحیح مسلم)

تیسرا دھوکہ یہ دیا کہ اپنے فعل قتل عام کو حضرت مسیح کے فعل خاص قتل کفار کے مماثل و مانند بتایا حالانکہ حضرت مسیح کے دم سے صرف کافر مرینگے۔ اور آپ کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی مارنے یا اندھا کوڑھے کرنے کی فکر اور ادعا میں ہیں۔ اور خاصکر اس عاجز خاکسار کو اشتہار ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں اس قتل سے ڈراتے ہیں۔

اس کے جواب میں اگر آپ یہ کہیں کہ تم اور تمہارے دوسرے بھائی مولویوں کو بھی ہم کافر جانتے ہیں۔ کیونکہ تم حضور انجناب کو کافر کہتے ہو۔ تو اسکے جواب میں عرض کیا جاویگا کہ میرے بھائی سبھی مولوی و مشائخ تو آپ کو کافر نہیں کہتے بعضے آپ کی نسبت گمراہ کا لفظ کہتے ہیں۔ بعضے آپ کو صرف خطا کار ٹھہراتے ہیں۔ کئی مجنون کہتے ہیں۔ کئی مبتدع کا خطاب دیتے ہیں۔ چنانچہ فتوے تکفیر حضرت اقدس میں

بقیہ حاشیہ بر صفحہ (۳۱)

گورنمنٹ کی خدمت میں گذارش کرینگے۔ مگر کس عنوان اور صورت میں اور کس سبیل اور کس ذریعہ سے؟۔ اسکی بابت ہم سردست کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور ابھی ہمکو اولاً تمام کے مسلمانان اتباع الہامی صاحب کے جواب کا انتظار مناسب ہے۔ ثانیاً دوسرے راشد مسلمانوں کے اعیان کے جواب کا ثالثاً ہندو صاحبوں کی مہربانی و توجہ کا۔ ہان بالفعل ہم گورنمنٹ اور اُسکے ماتحت عدالتوں سے بقدر سفارش کرتے ہین کہ وہ قانون سیاست و تعزیر کے متعلق اس سوال پر غور کرین کہ اگر مثلاً کوئی دودھ فروش دودھ مین پانی ملاکر فروخت کرے۔ یا کوئی زرگر چاندی سونے مین کھوٹ ملاکر بیچتا ہو یا کوئی حکیم کسی دوا مین زہر ملاکر لوگون کو دیتا ہے یا کسی دوا مین ایسی چیز کی آمیزش کرتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۰)

جو اشاعۃ السنہ نمبر۴ وغیرہ جلد۱۳ مین درج ہوکر شایع ہوا۔ بتفصیل مصرح ہے۔ اور بعضے حضرات ایسے ہین کہ جنہون نے آجتک آپ کے حق مین کچھ نہین کہا سکوت محض اختیار کیا ہے[1] (جسکا آپ کو بھی اعتراف ہے) با اینہمہ آپنے ہندوستان و پنجاب کے چورانوے علماء اور اڑتالیس مشائخ و سجادہ نشینون کو اشتہار مباہلہ کے صفحہ ۶۶ مین مار ڈالنے یا بیمار کردینے کی دہمکی دی ہے۔ کیا آپ یقین رکھتے تھے یا آپ رکھتے ہین کہ وہ سب کے سب آپ کو کافر کہتے ہیں۔؟۔ امید نہین کہ آپ ان سب کی نسبت اس یقین کا اظہار کرین۔ پھر آپنے ان سب کو مار ڈالنے کی دہمکی دی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا فعل قتل ان لوگون سے مخصوص نہین جو آپ کو کافر کہتے ہون اور اسوجہ سے آپ انکو آپ کافر سمجھتے ہون۔ بلکہ وہ ان سب مسلمانون کو بھی شامل ہے جو آپ کے کسی الہام یا پیشگوئی کو نہ مانین۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا اپنے فعل قتل عام کو قتل حضرت مسیح خاص قتل کفار کے مشابہ کہنا دھوکہ ومغالطہ ہے۔

[1] یہ صاحب چاچڑان والے سجادہ نشین مولوی صاحب ہیں جنکا تکفیر الہامی سے سکوت ضمیمہ انجام آتھم میں الہامی صاحب نے نقل کیا ہے۔

جس سے اُسکی تاثیر کم ہو جاتی ہو تو اُس شخص کو پولیس بغیر استغاثہ یا باستغاثہ کے جا پکڑتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک شخص جھوٹے الہام جسمین لوگون کی تخویف محرمانہ پائی جاتی ہو۔ اور کسی شخص کی کسی خاص میعاد کے اندر مر جانیکی خبر ہو۔ از خود بنا کر شایع کرتا ہو۔ اور خود اُسکے اقبال سے اس الہام کے اثر سے موت کا وقوع بھی ہو گیا ہو اور اُسکے انتقام مین اُسکے تمام فریق کو جسمین وہ شمار کیا جاتا ہو طرح طرح کی تکالیف پہنچ رہے ہون۔ تو پھر گورنمنٹ یا اُسکے ماتحت عدالت یا پولیس اسکی طرف متوجہ نہین ہوتی۔ اور اسکو ایسے خوفناک الہامات شایع کرنے سے نہین روکتے۔ کیا انسان کا خون ایک پیسہ کے دودھ کے برابر بھی قیمت نہین رکھتا۔؟ اور "قانون شہادت" کے متعلق وہ اس سوال پر غور کرین کہ ایک شخص ایک واقعہ قتل یا سرقہ کی نسبت قبل از وقوع سارے پتہ دیتا ہے۔ کہ فلان وقت وہ قتل یا سرقہ واقعہ ہوگا۔ اور فلان ہتھیار یا آلہ نقب سے وہ وقوع مین آئیگا اور قاتل یا سارق کا اسوقت یہ لباس ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر باعتراف اس شخص کے ایسا ہی وقوع مین گیا۔ تو پھر کیا عدالت کا فرض یا حق نہین ہے کہ اس شخص سے قاتل یا چور کی سراغ رسانی کی بابت سوال کرے۔ اور اسکو گواہ بنا کر قتل یا سرقہ کا ثبوت بہم پہنچاوے۔

ہم قانون پیشہ نہیں۔ مگر قانون کی کتابون میں ایسی دفعات دیکھتے ہیں کہ انمیں سے بعض الہامی صاحب کی ایسی پیشگوئیون پر پوری منطبق ہوتی ہیں۔ اور بعض کا اصل اصول منطبق ہوتا ہے اور گورنمنٹ کا خسروانہ فرض ہے کہ انتظامی طور پر ہی خود بخود یا کسی شخص یا جماعت مسلمانان یا ہندوؤن کی توجہ دلانے پر زیادہ نہین تو اتنا تو کرے کہ الہامی صاحب سے پرائیویٹلی یا ڈمی افیشل چٹھی کے ذریعہ سے قاتل کا سراغ پوچھے۔ اور آئندہ ایسی پیشگوئی سے اُسکو روک دے۔

یہ بات گورنمنٹ پر مخفی نہین کہ یہ امر مذہب مین دست اندازی نہیں۔ اور گورنمنٹ

کی نیوٹرلیٹی کے مخالف نہیں -

قانون سیاست جو الہامی صاحب کی ایسی پیشگویوں پر پورا منطبق ہوتا ہے دفعہ ۵۰۸ تعزیرات ہند ہے - اور قانون شہادت (جسکا اصل اصول اُنپر منطبق ہوتا ہے) کی دفعہ ۱۳۲ ہے -

ہم اسمقام میں نہ گورنمنٹ کی آگاہی کے لئے (کیونکہ وہ اپنے قانون کو ہم سے بہتر جانتی ہے) بلکہ پبلک اہل اسلام اور ہنود کی اطلاع کے لئے جنکو ہم سراغ رسانی کے وسایل کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں - ان دفعات کی کسیقدر تشریح کرکے الہامی صاحب پر اُنکو منطبق کرتے ہیں -

دفعہ ۵۰۸ تعزیرات ہند کی یہ عبارت ہے جو کوئی شخص بالارادہ کسی شخص سے کوئی ایسا امر کراوے یا اُسکے کرانے کا اقدام کرے جسکا کرنا اُسپر قانوناً واجب نہ ہو یا کوئی ایسا امر ترک کراوے یا اُسکے ترک کرانے کا اقدام کرے جسکے کرنے کا وہ قانوناً مستحق ہے - اس شخص کو یہ باور کرنے کی تحریک کرنی - اور اس تحریک کے اقدام کے ذریعہ سے کہ اگر وہ شخص اس امر کو نہ کرے گا جسکا کرانا اُس شخص سے مجرم کو منظور ہے یا اگر اس امر کو ترک نہ کرے گا جسکا ترک کرانا اُس شخص سے مجرم کو منظور ہے - تو مجرم کے اس فعل کے ذریعہ سے وہ شخص یا کوئی اور شخص جس سے وہ غرض رکھتا ہے مورد غضب الٰہی ہوگا - یا کیا جاویگا - تو شخص مذکور کو دونوں قسموں کی میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجاویگی جسکی میعاد ایک سال تک ہو سکتی ہے -

تمثیلیں

(الف) زید بکر کے دروازہ پر دہرنا دے - یہ بات باور کرانے کی نیت سے کہ ایسے بیٹھنے سے وہ بکر کو مورد غضب الٰہی کردے گا - تو زید اُس جرم کا مرتکب ہوا

جس کی تعریف اس دفعہ مین کیگئی ہے۔

(ب) زید بکر کو دہمکائے کہ اگر بکر فلان فعل کو ترک نہ کریگا۔ تو زید اپنے اطفال میز سے کسی ایک طفل کو مار ڈالیگا۔ کہ یہ بات باور کیجائے کہ اُسے مار ڈالنے سے بکر مورد غضب آلہی ہو جائیگا۔ تو زید اس جرم کا مرتکب ہوا جسکی تعریف اس دفعہ مین کیگئی ہے۔

تطبیق

اس دفعہ کی مطابقت الہامی صاحب کے اس مضمون کی پیشگویون پر کہ اگر فلان شخص* میری فلانی بات کو سچی نہ کہیگا یا اُسکو جھوٹی کہنے کو ترک نہ کریگا تو ایک سال کے اندر وہ مورد غضب و عذاب آلہی (سزا موت وغیرہ) ہوگا۔ ظاہر ہے۔ وہ اپنے مخاطب کو دہمکانے والے کی مانند دہمکاتے اور ڈراتے ہیں کہ اگر وہ انکی تصدیق نہ کریگا یا انکی تکذیب کو نہ چھوڑیگا تو مورد عذاب ہوگا۔ اور مارا جائیگا۔

کسی مذہبی مقدس واعظ اور روحانی اعلے افسر کا اپنی قوم کو جو اسکا تقدس۔ اور روحانی افسر مانتے ہوئے ہو۔ اپنے وعظ مین بلا غرض فائدہ دنیاوی یہ کہنا کہ اگر تم مثلاً نماز نہ پڑھوگے یا زنا کو ترک نہ کروگے تو تم کو آخرت مین عذاب ہوگا۔ یا دنیا مین تمپر اس عمل کی شامت سے خدا کی طرف سے کوئی وبال آئیگا۔ الہامی صاحب کی دہمکی مذکور کی نظیر نہین ہوسکتا۔

اوّلاً۔ اسلیئے کہ الہامی صاحب کا تقدس اور روحانی اعلے افسر ہونا ان لوگون مین مسلم نہین جنکو آپ دہمکاتے ہین۔ ثانیاً۔ اسلیئے کہ آپ صاحب غرض دنیاوی ہیں۔ ان دہمکیون سے اپنی کرامت کا سکہ جمانا۔ اور لوگون کے مال مارنا۔ (جسکا اعتراف آپ کرچکے ہیں) آپکا مقصود ہے۔ ثالثاً۔ اسلیئے کہ آپ کی ان پیشگویون مین جو ایک سال کا میعادی عذاب موت وغیرہ بیان کیا جاتا ہے۔ انسانی سازش کا دخل ہوسکتا ہے۔

قانون شہادت کی دفعہ ۱۳۲ کا منشاء یہ ہے کہ کسی واقعہ کے متعلق جس شخص کو کچھ علم ہو وہ

* لیکھرام کے متعلق جو انکی پیشگوئی ہے۔ وہ بھی اسی مضمون میں داخل ہے۔

عندالاستفسار شہادت دینے سے یہ عذر نہین کرسکتا کہ اُسکے بتانے سے مین مجرم ٹھرایا جاؤنگا۔ یا کسی قسم کی سزا یا تاوان کا مستوجب ہونگا۔

تطبیق

یہ علم متعلقات واقعہ عام ہے۔ قانون اُسکی تخصیص رویت چشم سے یا سماع گوش سے نہیں ہوئی۔ وبناءً علیہ جو شخص دعوے کرے کہ میرے پاس حواس ظاہری کے علاوہ مشاہدہ واقعات کا ایک اختیاری آلہ الہام کا ٹیلیگراف یا ٹیلی فون ہی ہے۔ اور مین خدا سے سَو دفعہ کوئی بات پوچھتا ہون تو سَو ہی دفعہ مجھے اُسکا جواب مل جاتا ہے۔ اور فلان واقعہ قتل کے وقت اور دن اور تاریخ اور آلہ قتل۔ اور قاتل کی نوعیت کا کہ وہ کس قوم یا جماعت سے ہے مجھے علم ہے جسکو مینے بتا دیا تھا۔ یا آیندہ بتا سکتا ہون تو تو عدالت اگر وہ اسکو اس دعوے مین سچا مان لے۔ اس سے یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ وہ قاتل کا نام بہی بتاوے۔ اور وہ یہ عذر نہیں کرسکتا کہ اُسمیں مجھے مجرم ہونے کا اور مستوجب سزا ہونے کا اندیشہ ہے۔

وازانجا کہ آپ کو اس اختیاری آلہ کا دعوے ہے۔ اور واقعہ قتل لیکھرام کے متعلق یہ دعوے ہے کہ مین تاریخ اور دن۔ اور وقت۔ اور نوعیت قاتل کہ وہ صاحب وحی انسان ہے۔ یا کوئی فرشتہ سب کچھ بتا چکا ہوں۔ لہذا عدالت کا حق ہے کہ اگر وہ ان دعاوی مین آپ کو سچا جانتی ہے تو اس دفعہ کے اصل اصول کی نظر سے آپ سے اس قاتل کا پتہ پوچھے۔ اور اگر وہ آپ کو ان دعاوی مین جھوٹا و فریبی جانتی ہے تو پھر اُسکا یہ حق ہے کہ وہ آپ کو اس جھوٹ و دغا و فریب کی سزا مین اصل اصول دفعہ ۲۷۲ لغایت ۲۷۵۔ تعزیرات ہند کا مورد بنا کر۔ اس جھوٹ اور فریب سے جسکا اثر بد لوگوں کی جان و مال پر اسقدر رہوتا ہے کہ وہ اُس وحدہ یا دوا سے نہیں ہوتا جس مین غیر چیز کی آمیزش

ہو۔ روکدہ ہے۔ اور اگر اُسکو ہستی علاوہ میں پاگل جانتی ہے تو اس سے پاگلوں کی لائق سلوک کرے۔

ہندو اور مسلمانوں میں باہمی فساد و جوش کا سبب اور اُسکا علاج ہم بتا چکے۔ ہمیں غرضیکہ غور کریں اور خاصکر مسلمانوں کے اخبار اس پر انصاف اور غور کی نگاہ ڈالیں وہ انصاف کرینگے۔ اور جوش مذہبی کو ایکطرف رکھکر و تامل سے کام لینگے۔ تو ہماری اس تدبیر و علاج کو اس سے بہتر پائیں گے۔ جو علاج اور تدبیر وہ کر رہے اور ہمارے اس جواب کو جو ہندوؤں کے الزام کا ہمنے دیا ہے۔ اپنے جواب سے (جو جواب ترکی بترکی وہ دے رہے ہیں۔) مفید تر خیال کرینگے۔

حضرات !۔ آپ صاحبوں کا جواب ترکی بہ ترکی گو حق ہے۔ اور انصاف کا اُسمیں خلاف نہیں ہوتا۔ مگر یہ وقت استیفاء حق کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصالحت کا وقت ہے جس میں اپنا کچھ حق چھوڑ دینا مصلحت ہے۔ آپ کا جواب ترکی بہ ترکی ہندوؤں کے جوش پر کیروسین آئیل ڈال رہا۔ اور یہ وقت اس جوش پر پانی ڈالنے کا ہے۔ جو اس جواب سے مقصود ہے۔ جو اس خاکسار نے دیا ہے۔ آیندہ آپ لوگونکا اختیار ہے اس کو سن کر مانیں خواہ رد کریں۔

یہ اس مضمون کی تمدنی بحث ہے جسمیں سبب فساد اور اُسکے علاج کا بیان منظور تھا۔ اب ہم اسمیں مذہبی اور علمی بحث کرتے ہیں۔ اور پیشگوئی متعلق قتل لیکھرام۔ اور اسکے متعلق الہامات و اشتہارات الہامی صاحب پر علمی اور مذہبی نظر ڈالتے ہیں۔ اس بحث کے تین حصے ہیں حصہ اول تمام مسلمانوں۔ اور الہامی صاحب اور اُنکے معتقدین کی توجہ کے لائق ہے۔ حصہ دوم و سوم مسلمانوں کے علاوہ گورنمنٹ کی توجہ کے بھی لائق ہے اور وہ ایک پولٹیکل پہلو بھی رکھتے ہیں۔

حصہ اوّل میں تین سوالونکا حل و جواب ہے

سوال اوّل یہ کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور سچی نکلی یا جھوٹی ہوئی اور سراسر

فریب ثابت ہوئی۔

سوال دوم۔ یہ کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہوتی تو پھر کیا وہ الہامی مسلّم ہوتی۔ اور اُسکے بیان کرنے والے الہامی ثابت ہوتے۔

سوال سوم۔ یہ اگر یہ سچے اور الہامی ثابت ہوتے تو اس سے اسلام ومسلمانوں کی فتح اور فائدہ متصور ہوتا۔ یا سراسر نقصان۔

پہلے سوال کا حل وجواب

عنوان مضمون مین جو ہم نے الہامی صاحب کو قاتل اور لیکھرام کو اُن کے الہام کا مقتول کہا ہے۔ اور اسی کے مطابق جابجا الہامی قاتل ومقتول کا لفظ بولا ہے اور چھکڑیون والے الہام کی نظر سے الہامی صاحب کو لائق جواب وہی ٹھرایا ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہمنے اس کی پیشگوئی کو صادق وراست مان لیا ہے۔ اور موت لیکھرام اسی پیشگوئی کا اثر ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین۔ ہم اس پیشگوئی کو محض لاف زنی اور اُسکی نسبت دعوے وقوع وصدق کو الہامی صاحب کی دروغ گوئی جانتے ہیں۔ یہ الفاظ ہمنے صرف اُنکے ادعا کے موافق استعمال کئے ہین۔ اور ہمارے تحقیق اعتقاد میں یہ پیشگوئی بھی آپ کی جھوٹی نکلی ہے۔ جیسے کہ اس سے پہلے پیشگویان متعلق تولد فرزند بشیر عمانوائیل۔ موت عبداللہ آتھم۔ موت شوہر ثانی منکوحہ آسمانی الہامی صاحب وغیرہ وغیرہ جھوٹی ہوچکی ہیں۔

الہامی صاحب نے تو عجیب کتربیونت کر کے اپنے احمق اتباع کو ثابت کردکھایا ہے کہ یہ پیشگوئی کمال صفائی سے سچی ہوئی ہے۔ مگر ہمارا دعوے ہے کہ یہ کمال صفائی سے اپنا جھوٹا ہونا ظاہر کر رہی ہے۔ آپ نے اسکے صادق ہونے کیلئے یہ کاریگری اور چالاکی کی ہے کہ اوّلاً۔ اپنے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں ایک الہام سترہ برس کا اپنی الہامی کتاب براہین کے صفحہ ۲۴۱ سے نکال کر درج کیا۔ جسکے الفاظ یہ ہیں الفتنہ

ھھنا یتضرک رجال نوحی الیھم من السماء اور اسکا ترجمہ براہین مین کچھ نہ کیا - اسی اشتہار مین ان الفاظ سے ترجمہ کیا ہے - کہ پادریوں - اور یہود صفت مسلمانونز کی طرف سے فتنہ ہوگا - × × × وہ لوگ تیرے مدد کرین گے جنکے دلون پر ہم خود آسمانز سے وحی نازل کرینگے - اور اس اشتہار مین یہ دعوے کیا - کہ یہ پیشگوئی پنڈت لیکھرام کی نسبت ہوئی تھی - جو سترہ برس بعد ظہور مین آئی - اور کہا کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ مین عربی الہام ہے لمر یکن الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینة - وہ بہی اسی قتل لیکھرام کی بابت ہے - اور جو اسکے صفحہ ۵۲۲ مین فارسی الہام ہے - بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد - وہ بہی اسی واقعہ کی نسبت ہے - اور جو اسکے صفحہ ۵۵۷ مین ہندی الہام ہوا ہے - کہ مین اپنی چمکار دکھاؤنگا - وہ بھی اسی نشان قتل کی نسبت ہے - اور ثانیاً - اسی اشتہار مین سرمہ چشم آریہ کے ایک کشف کو نقل کرکے اسکی نسبت یہ دعوے کیا ہے - کہ وہ بھی لیکھرام کے متعلق تہا - اور وہ گیارہ برس کے بعد اسکی قتل کی واقعہ ہونے سے صادق ہوا - چنانچہ کہا - اور "سرمہ چشم آریہ مین ایک کشف ہے جسکو گیارہ برس ہوگئے جسکا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا - وہ خون کپڑوں پر پڑا - جو اب تک موجود ہے - یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا - خدا کے آگے جھک جاؤ - کہ وہ برتر و بے نیاز ہے!!! اور ثالثاً - عریضہ ہمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ - مارچ ۱۸۹۷ء ان الہامات سترہ سالہ کو دوبارہ نقل کرکے کہا ہے - کہ اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیئے - کہ بجز خدا کا آخر عبارت جو صفحہ ۲۵ مین منقول ہو چکی ہے - اور اس الہام کی تائید مین اپنے اشتہار ۱۵ - مارچ ۱۸۹۷ء مین یہ مصرعہ نقل کیا ہے ؎ ستعرف یوم العید والعید اقرب - مگر اس مصرعہ کا اور اس چھکڑیوں والے الہام کا پتہ نہیں بتایا - کہ یہ الہام کہان آپ نے بیان کئے ہیں -

ان الہامون کی بہرمار دیکھ کر الہامی صاحب کے دام اقتدا الو تو لٹو بن گئے - اور از سر نو ایمان لائے - اور بول اُٹھے کہ نشہد انک رسول اللہ - ہم گواہ ہین - کہ تو خدا کا ملہم و مخاطب ہے - انکے علاوہ بعض مسلمان - مگر محض احمق اور صرف جاہل جو نہ دنیا کی عقل رکھتے ہیں - نہ دین سے خبردار ہیں - کہ دین کسکو کہتے ہین - آپسمین کہنے لگ گئے ہیں کہ ہان یارو واقعی یہ شخص صاحب الہام معلوم ہوتا ہے - جسکی ۱۷ - ۱۰ اور گیارہ برس کی کہی ہوئی باتین سچ نکلتی ہیں - انمین سے کسی بہلے مانس نے عقل سے کام لے کر اتنا نہ کیا - کہ وہ کتاب براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ - اور اس عربی الہام عیداور چھکڑیون والے الہام کی اصل عبارتین تو دیکھ لیتے - اور اُنکے دعوے الہامی صاحب کو مطابق کر کے اُسکے صدق و کذب کا امتحان تو کر لیتے - پہر اُسکی نسبت کوئی رائے ظاہر کرتے -

یہ حصہ خاکسار ہی کا تھا - جسکو خدا تعالے نے اظہار مکائد الہامی صاحب کیلئے ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے - لہذا خاکسار حضرت کی اس کاریگری اور چالاکی کی حقیقت کھولتا ہی - اور کس و ناکس کو ثابت کر دکھاتا ہے کہ الہامی صاحب نے جو کچھ ان تینون مقام میں کہا ہے - وہ محض کذب و دروغ بے فروغ ہے - اور وہ لوگ نرے اندہے اور بے عقل ہیں جو ان اقوال سے دہوکھے مین آکر اس پیشگوئی کو سچی سمجھ بیٹھے ہیں -

مقام اول مین جو آپنے براہین صفحہ ۲۴۱ عربی الہام نقل کر کے اُسکی نسبت دعوے کیا ہے - کہ وہ لیکھرام کی موت کی نسبت الہام تہا محض کذب ہے - مقام مذکور براہین احمدیہ میں لیکھرام یا اُسکے قتل کا نہ صریح ذکر ہے نہ اشارہ - ایسا ہی آپکے الہامات عربی و فارسی و ہندی براہین صفحہ ۵۰۶ - ۵۲۲ - ۵۵۷ مین لیکھرام یا اُسکے قتل کا نام نشان نہیں ہے - اور چونکہ وہ الہامات آپکے من گھڑت اور خانہ ساز افترات ہیں - لہذا اُنکے جو معنے آپ چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں - اور جدہر چاہتے ہیں ان کو کھینچکر لے جاتے ہیں - مگر سننے والوں کو جائز و مناسب نہیں ہے - کہ ہر ایک دعوے کو بلا دلیل

مان لین - بلکہ لازم ہے کہ آپ سے ان دعاوی کے وقت یہ سوال کرین کہ ان الہامات کے جو معنے آپ نے اب بتائے ہین یہ معنے آپ کے ملہم نے ان الہامات سے اسوقت جبکہ یہ الہام کئے تھے مراد ٹھہرالئے - اور آپ کو بتادیئے تھے - یا یہ معنے اُسنے اب گھڑے اور ان الہامات مین ڈالے ہین - اور ابھی آپ کو بتائے ہین - اگر آپ یہ جواب دین کہ یہ معنے پہلے ہی سے ملہم نے مراد ٹھہرائے - اور آپ کو بتائے ہوئے تھے تو پھر وہ آپ سے اول یہ سوال کرین - کہ پھر آپ نے یہ معنے اسوقت لوگون کو کیون نہ بتائے - اور کتاب براہین مین انکا ترجمہ کرکے کیون درج نہ کئے جس سے آپکی یہ پیشگوئی بڑی روشنی سے لوگون پر ظاہر ہوتی - اور آپ کی نبوت کس وناکس پر ثابت ہو جاتی - دوسرا یہ سوال کہ اگر ان الہامات مین قتل لیکھرام کی نسبت فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر آپ نے ان الہامات سے بارہ برس کے بعد ۱۸۹۳ء مین لیکھرام کی نسبت خدا کے قضا وقدر کی بابت کیون سوال کیا جسکے جواب مین آپ کو یہ الہام ہوا عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب یعنے یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جسکے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے - اور اُسکے لئے ان گستاخیون اور بدزبانیون کے عوض مین سزا - اور رنج اور عذاب مقرر ہے - جو ضرور اسکو مل رہیگا - جسکو آپ نے کتاب آئینہ کمالات کے اخیر مین نقل کیا ہے - اور اس الہام کے بعد آپنے اس کی تعیین مدت کے بابت سوال کیا تو اسکے جواب مین آپ کو چھ سال کی میعادی موت کا الہام ہوا - جو اسمقام مین آئینہ کے منقول ہے - اور اسکے بعد آپنے کہا ہے - کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ مین آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت رکھتا ہو - تو سمجھو کہ مین خدا کی طرف سے نہین - اور اگر آپ کے ملہم نے ان الہامات براہین مین وہ معنے پہلے ہی سے گھڑ کر ڈالا اور آپ کو بتا دیئے ہوتے تو آپ بارہ برس کے بعد لیکھرام کی قضا وقدر کی

بابت اس سے وہ سوال نہ کرتے۔ اور نہ وہ جواب پاتے۔ **ہان** تعیین مدت کے سوال کا آپ کو حق تھا۔ سو بہی اسیوقت ان الہامات کے ساتھ۔ اور اُسکے جواب میں ۱۷ برس کی میعاد (جبکہ بقول آپکے لیکھرام کے بارہ مین تیرہ برس کا تھا) مقرر کیجاتی اور اس سے وہ پیشگوئی بڑی کامل اور پرزور اور اکمل معجزہ متصور ہوتی۔ ان معنے کو آپکے درج براہین نہ کرنے۔ اور اس الہام سے بارہ برس بعد لیکھرام کی نسبت اوّل سوال قضا و قدر کرنے پہر اُسکا وعدہ ملنے پر تعیین مدت کا سوال کرنے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسوقت آپ کے ملہم نے ان الہامات میں یہ معنے نڈالے تہے۔ اور نہ انکو بتلائے تھے۔

اور اگر آپ یہہ جواب دین کہ یہ معنے ان الہامات کے میرے ملہم نے اب ہی گھڑے۔ اور ان الہامات مین ڈالے ہیں۔ اور ابھی مجھے بتائے ہین۔ جبکہ لیکھرام قتل ہوا اور اس سے اسکو موقعہ ہاتھ آگیا کہ اُسکے قتل کو ان الہامات کی مراد بتا کر ان الہامات کے وہ معنے گھڑ کر انہیں ڈالدے۔ تو اس صورت وہ لوگ خود ہی خیال فرماسکتے کہ یہہ معنے کیا اعتبار رکھتے ہیں۔

اور نیز الہام صفحہ (۱۴۲) براہین کی نسبت آپ سے ایک سوال کرین۔ کہ **اس الہام** صفحہ ۱۴۲ کی نسبت **متن** اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں تو آپ نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ یہ لیکھرام کے قتل کی نسبت ہوا ہے۔ **اور اسکے حاشیہ** مین اس الہام کو اوّل فتنہ بنا کر اُسکو پادریون اور بہیو صفت مسلمانون کے متعلق کردیا۔ اور لیکھرام کے متعلق تیسرے فتنہ کو قرار دیا۔ جس کا ذکر براہین صفحہ ۵۵۷ میں ہے۔ یہ اختلاف و اضطراب بھی اس الہام اور آپ کے ملہم کی دروغگوئی پر دلیل ہے۔

مقام دوم مین جو آپ نے سُرمہ چشم آریہ سے نقل کیا۔ اور اُسکی نسبت جو کچھ

دعوے کیا ہے وہ بھی محض کذب و دروغ بے فروغ ہے۔ اس کشف سرمہ چشم آریہ مین بھی نہ لیکھرام یا اُسکے قتل کا صریح ذکر ہے۔ نہ اشارہ۔ اور نہ یہ معنے اس الہام کے اس سالہ مین درج ہوئے۔ اور نہ اسوقت آپکے ملہم کو سوجھے۔ اور نہ الہامی صاحب کو اُس نے سوجھائے اور نہ آپنے کسی کو بتائے۔ اور وہ معنے بعینہا ان ہی سوالات کے مورد ہین۔ جو الہامات مقام اوّل پر کئے گئے ہین۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اسمقام مین اسی کشف کے اندر لیکھرام کے رنا پاک) خون کا نشان دکھانے کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ سرمہ چشم کی عبارت مین گفتگو خدا تعالے کی مقدس دوات کی سُرخ سیاہی کی چھینٹون کا جو قلم رحمانی مین تھی رکہا گیا ہے اصل عبارت سرمہ چشم یہ ہے جو اُسکے صفحہ ۱۳۲ سے نقل کیجاتی ہے۔

"ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ مین نے عالم کشف مین دیکھا کہ بعض احکام قضا و قدر مینے اپنے ہاتھ سے لکھے ہین۔ کہ آئندہ زمانہ مین ایسا ہوگا۔ اور پھر اُسکو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویا رصالح میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہوکر صاحب کشف کو نظر آجاتی ہین۔ اور مجازی طور پر وہ بھی خیال کرتا ہے۔ کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے۔ اور یہ امر ارباب کشوف مین شایع و متعارف و معلوم الحقیقت ہو۔ جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہین کرسکتا۔) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے آگئی ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے۔ اس ذات بیچون وبیچگون کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کیگئی۔ اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا۔ اپنی قلم کو سُرخی کی دوات مین ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو اس عاجز کیطرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے مُنہ مین رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی۔ اور آنکھ کھول کر جب خارج مین دیکھا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑون پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے

رہنے والے تھے۔ اور اسوقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرہ سُرخی کے اُنکی ٹوپی پر پڑے۔"

اب اس کشف کو سُن کر الہامی صاحب کو ماننے والے مسلمان انصاف کرین۔ اور دل میں سوچکر اس سے پوچھین کہ سُرمہ چشم مین مقدس دوات کی پاک چھینٹوں کا ذکر ہے۔ یا لیکھرام کے ناپاک خون کا۔ تو پھر آپ نے ایسا سفید جھوٹ کیون بولا۔ اور لیکھرام کے خون کو اس سُرخی قلم رحمانی کا مصداق کیوُن بنا دیا۔ افسوس الہامی صاحب کے اتباع میں کوئی سوچ اور سمجھ نہین رکھتا۔ اور کوئی انسے نہیں پوچھتا کہ آپ پہلے کیا کہہ چکے ہین۔ اور اب اُسکو کیا بنا رہے ہیں۔ شائد وہ اُنسے یہ سوال کرینگے تو وہ یہ جواب دینگے کہ ملہم کو اختیار ہے کہ اپنے الہام کے جو معنے چاہے بیان کرے اپنے الہام کے جو معنے سمجھتا ہے وہ بحکم صاحبُ البیت ادرٰی بما فیہٖ کوئی دوسرا نہین سمجھ سکتا۔

اسکا جواب وہ انکو یہ دین کہ ہان ہر شخص کو اپنی کلام کے معنے بیان کرنیکا اختیار حاصل ہے۔ مگر وہی معنے جو اس کلام سے عرف مخاطبین میں حقیقتاً یا مجازاً امراد ہو سکین اور اس کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں جو ان معنے عرف تخاطب مین دلالت کرین نہ ایسے معنے اور ایسے الفاظ۔ جو المعنی فی بطن الشاعر یعنے "مطلب در بطن شاعر" کا مصداق ہون۔ سو بھی ایسے کہ کلام آج کرین اور اُسکا مطلب سترہ یا بارہ برس کے بعد آپ بتاوین جو پہلے بتائے ہوئے مطلب کا مخالف ہو۔ جیسے آپ سے وقوع میں آیا ہے۔ کہ پہلے کشف دواز دہ رسالہ کے وقت چھینٹا سُرخی دوات اور قلم رحمانی کا بتایا گیا تھا۔ اور جب لیکھرام قتل ہوا تو وہی چھینٹا اُس کا خون بن گیا۔ یہ کلام یا الہام کیا ہوا۔ موم کی ناک ہوئی جسکو جدہر چاہا پھرا دیا۔

تیسرے مقام مین آپنے سب مقامات سے بڑہ کر دلیرانہ افترا کیا ہے

اور مصرع ۵ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ٭ کا نمونہ دکھایا ہے عید کا دن یا عید کے قریب دن - اور چھٹی تاریخ مارچ کی - اور چھٹا گھنٹہ اس دن کا اور یک شنبہ نام اس دن کا قتل لیکھرام کے متعلق سے الہام مین آپکے نہین بتایا - اور نہ اُسکو قتل سے پہلے شایع و مشتہر کیا - اس باب مین جوکچھ آپ نے اشتہار ۱۵ - مارچ ۱۸۹۷ء اور عریضہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مین کہا ہے - کہ ان قیود چھکڑیوں کے ساتھ مینے اس پیشگوئی کا اظہار و اشتہار کیا تھا - یہ سفید جھوٹ ہے -

ہم نے آپکے جملہ اشتہارات جو اس باب مین آپ نے شایع کئے - اور اُنکے حوالے اشتہار ۹ - ۱۲ - ۱۵ - ۲۲ - مارچ وغیرہ مین دیئے ہیں - یعنے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۳ فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات مین شایع ہوا ہے - الہام ٹیٹل تریچ برکات الدعا اور کرامات الصادقین وغیرہ کو دیکھا - اور ٹٹولا اُنمین اس چھکڑیون والے اشتہار کا نام نشان نہ پایا -

آپ کے حواریان لاہور سے اُسکا پتہ پوچھا اُنہون نے بھی پتہ نہ دیا - آخر حضرت الہامی صاحب سے بذریعہ رجسٹری شدہ خط اُسکا پتہ دریافت کیا - تو آپنے بھی باوجودیکہ ہمارے خط کا جواب دیا - مگر اسمین اس چھکڑیون والے الہام کا پتہ نہ بتایا - آپ نے اور آپکے حواریون نے صرف یوم العید والے الہام کا پتہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ مین یہ شعر بتایا - ۵ وبشرنی ربی وقال مبشرا ٭ ستعرف یوم العید والعید اقرب ٭ ۔ جسکے پہلے یہ شعر ہے - جس کے پہلے مصرع کی تقطیع درست نہین ہے - ۵ الا انسنی من کل حرب غالب ٭ فکدنی بما زورت فالحق یغلب ٭ اور ان دونون شعرونکے لفظی معنے جو عرف تخاطب مین ہر کسیکی سمجھ مین آتے ہیں یہ ہین ٭ سن رکھ مین ہر ایک لڑائی مین غالب رہونگا - تو میرے مقابلہ مین جو بات بنا چکا ہے اُسکے ساتھ مجھ سے مکر کر حق غالب رہیگا - میرے خدا نے

۵ اگر بجائے غالب لفظ مغالب لکھتے تو درست ہو جاتی -

مجھے بشارت دی ہے - اور یہ بات کہدی ہے - کہ شتاب تو عید کے دن کو پہچان لیگا اور وہ عید کا دن قریب آنے والا ہے -

حضرات! - عید سے عید معروف مراد ہوتی ہے - یا کوئی ایسا خوشی کا امر جو دیر کے بعد آوے - لہذا اس شعر مین کسی خوشی یا غلبہ کی بشارت ہے - اور اُسکے قریب آنیکی خبر ہے - ان اشعار سے کوئی شخص جو ادنے فہم انصاف رکھتا ہو - یہ نہین سمجھ سکیگا کہ ان مین عید کے دوسرے دن قتل لیکھرام کے واقعہ ہونے کی خبر دی گئی ہے - جیسا کہ الہامی صاحب نے اشتہار ۱۵ - مارچ ۱۸۹۷ء مین اس شعر کی تشریح کی ہے - اس سے بڑھکر آپ کی وہ تشریح ہے جو ہمارے خط کے جوابی خط مین اُنہون نے کی ہے - اسمقام مین اس خط کی نقل مناسب معلوم ہوتی ہے -

نقل خط الہامی صاحب

جناب مولوی صاحب سلام

آپ کا کارڈ پہنچا - آپ نے جو شعر دریافت کیا ہے وہ کرامات الصادقین کے ۴۵ صفحہ مین ہے - وہ شعر دو ہین - پہلا یہ ہے -

الا انّنی فی کلّ حرب غالب ✦ فکدنی بما زورت فالحق یغلب

اس شعر مین حق کے غالب ہونے کی پیشگوئی ہے - اور دوسرے شعر مین اُسکی تفصیل ہے کہ ایسا کب ہوگا - اور وہ یہ ہے جو اسکے بعد کا شعر ہے -

وبشرنی ربی وقال مبشرا ✦ ستعرف یوم العید والعید اقرب

دوسرا مصرع اسکا الہامی ہے - جو لیکھرام کے نشان کی طرف اشارہ کرتا ہے - خدا تعالے کی طرف سے اسکے معنے مین مجھے یہ تفہیم ہوئی ہے جسکو اسیوقت مینے اکثر لوگون کو بتا دیا کہ لیکھرام کی نسبت نشان عید کے قریب ظاہر ہوگا - اور یہ مصرع کہ ستعرف یوم العید والعید اقرب - اسمین دو لفظ عید کے ہین - پہلی عید سے مراد فتح ہے - اور

دوسری عید سے مراد معمولی عید ہے جو ہمیشہ سال کے بعد آتی ہے۔ ماحصل کلام یہ ہے کہ وہ یوم الفتح عید کے دن کے قریب واقع ہوگا۔ اور عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ چونکہ یہ مصرع لیکھرام کے حق میں کثرت سے شہرت پا گیا تھا۔ اسلیئے پرچہ سماچار وغیرہ پرچوں میں اس شعر کے مضمون کا ذکر ہے۔ مگر اُنہوں نے غلطی سے بجائے اقرب من العید کے عین عید کا دن سمجھ لیا ہے۔ مگر اصل معنے یہ ہیں۔ کہ مصرع میں وَالعِیدُ اَقْرَبُ بطور حال کے واقعہ ہے یعنے وہ یوم الفتح جسکا نام بباعث فتح اسلام کے اور واقعی خوشی اہل ایمان کے یَوْمُ العِید رکھا گیا ہے۔ اصلی عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور یہی مضمون جو مصرعہ وَبَشَّرَنِی رَبِّی میں ہے یہی بشارت کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج والے صفحہ پر موجود ہے۔ عبارت یہ ہے۔ ومنہا ما وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ ورسولہ المسمے لیکھرام الفشاوری واخبرنی انہ من الھالکین۔ انہ کان یسب نبی اللہ ویتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ فدعوت علیہ فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ ان فی ذلک لآیۃ للطالبین۔ اور یہ فقرہ یعنے فبشرنی ربی یہ اس مصرع کی ایک جزو ہے یعنے وبشرنی ربی وقال مبشرا۔ مطلب یہ ہے کہ اس شعر کی اسجگہ پر تفسیر کر دیگئی ہے۔ والحمد للہ علی ما فعل۔

یہ یعنے محض بعد آپ کی تفہیم کے لئے لکھدیا ہے۔ تا آپ کو اصل واقعات سے مدد مل سکے۔ چونکہ آپنے نیک نیتی اور اخلاص کا ذکر کیا ہے۔ اسلئے مجھے یہ جرأت ہوئی کہ جو کچھ مجھے معلوم تہا مینے ظاہر کر دیا۔ دوسری یہ بات بھی شائد آپ کو کسی وقت کام آوے کہ مجھکو خدا تعالےٰ نے تین مرتبہ اطلاع دی ہے۔ کہ محمد حسین کو رجوع دیا جائیگا اسلئے مین نے اس پیشگوئی کو اس رسالہ سراج منیر مین جو اب چھپ رہا ہے درج کر دیا ہے اور جہانتک میری طاقت ہے میں دعا بھی کرونگا۔ مجھ کو اس بات سے بہت ہی خوشی

ہوئی - کہ خدا تعالےٰ نے ایسا ارادہ فرمایا ہے - واللہ علی کلّ شئ قدیر - آمین یہ بھی آپکو لازم ہے - کہ برکات الدعا کا ٹائیٹل پیج اور حاشیہ کا مضمون - (ایک سطر خط بیان سے پڑہی نہیں گئی تھی - وہ کاٹ کر آپ کے پاس واپس بھیجی گئی آپ نے اُسکی تصحیح کرکے اُسکو واپس نہیں کیا -) اور ٹائیٹل پیج برکات الدعا سے نمونہ استجابت دعا ء بھی دیکھ لیں - چاہیں تو ایک پرچہ اُسکا مجھے بھیج دیں - ٭ عبداللہ الصمد غلام احمد - ۲ - ۱ اپریل ۱۸۹۷ء

اس خط کے آخری فقرہ الہامیہ کی تصدیق و تائید میں آپکے خلیفہ ثانی منشی (دہلوی) محمد احسن امروہی بھوپالی بھی ایک خط میں تحریر کرتے ہیں - اس مقام میں اُنکے خط کو نقل کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے -

نقل خط محمد احسن امروہی

حضرت مولوی محمد حسین صاحب مہتمم اشاعۃ السنہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آجکل روز عاجز نے معتبر ذرائع سے معلوم کیا ہے - کہ جناب نے الہام حضور بارہ لیکھرام حضرت اقدس مرزا صاحب کا تھا - آپ نے نیک نیتی سے تسلیم فرمالیا ہے - اگر یہ خبر سچ ہے تو جزاکم اللہ فی الدارین خیرا - اور اگر صحیح نہیں ہے - تو عاجز کی درخواست مکرر خدمت عالی میں یہ ہے کہ بالضرور اس الہام میں غور فرمایا جاوے -

حضرت اقدس مرزا صاحب نے عاجز سے بارہا یہ فرمایا ہے - کہ مولوی محمد حسین صاحب بالآخر بسبب اپنی علمی برکات کے پھر اُسی ریویو سابق کیطرف رجوع فرماوینگے - یہ جملہ معترضہ جو اُنکو پیش آگیا ہے وہ ایک زلۃ الاقدام کی قسم سے ہے والسلام خیر ختام جواب طلب ضروری - راقم سید محمد احسن از امروہہ شاہعلی سرائے ضلع مراد آباد - ۶ - اپریل ۱۸۹۷ء

آج ایک خط میرے ایک مخلص دوست اور عزیز بھائی حافظ بہادر دین ٹھیکدار لاہور کا میرے پاس بٹالہ میں پہنچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ حضرت الہامی صاحب کے

پاک فرقہ اور سچی جماعت نے لاہور مین اپنے پیر کے الہامی الہام مذکور کا وقوع بھی مشہور کر دیا ہے
کہ ابو سعید محمد حسین نے لیکھرام کی پیشگوئی کا صادق ہونا مان لیا ہے۔ اور مرزا صاحب کیطرف
رجوع کر لیا ہے۔ الہامی صاحبکے خط منقولہ بالا سے روز روشن کیطرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ الہام
یَوْمُ الْعِید کی یہ تشریح۔ اور معنے جو آپ اب بیان کر رہے ہیں اور اس شعر مین ڈال رہے ہین
یہ معنے اس الہام کے وقت آپ کے ملہم کو نہ سوجھے۔ اور نہ آپ کو اُسنے سوجھائے تھی۔ آپ
لکھتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس معنے کی مجھے یہ تفہیم ہوئی جسکو اسیوقت مینے اکثر
لوگون کو تبلا دیا۔ کہ لیکھرام کی نسبت نشان عید کے قریب ظاہر ہوگا" اسمیں یہ صاف
اور صریح اقرار ہے کہ وہ معنے آپنے عام لوگون مین مشتہر نہیں کئے۔ اور کسی کتاب یا اشتہار
کے ذریعہ پبلک مین شایع نہیں کئے تھے۔ یہی امر ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے۔ کہ اُسوقت
آپ کو اور آنکے ملہم کو یہ معنے نہ سوجھے تھے۔ سوجھتے تو ضرور بذریعہ اشتہار اُنکو شایع کرتے کیونکہ
جب تک آپکو آسمانی فرزند بشیر و عمانوئیل کے پیدا ہونے کی امید رہی تب تک آپ کی
بی بی کو جب حمل ہوتا فوراً شایع کرتے۔ اور اس سے کچھ شرم نہ کرتے (جس سے ہر ایک بھلامانس
شریف شرم کرتا ہے۔ بلکہ عام مجلس مین ایسے ذکر کو پسند نہین کرتا۔) یہ معنے آپ کو اُسوقت
سوجھائے جاتے تو آپ اُسکی دس ہزار کاپی چھپوا کر تمام ملکون مین شایع کرتے۔ ××
آپ کا یہ کہنا کہ ہم نے اسوقت اکثر لوگون کو تبلا دیا تھا۔ (یعنے زبانی کہدیا تھا)
اوّل تو محض دروغ بے فروغ ہے۔ آپ اس بیان مین سچے ہیں تو اُن لوگون کے نام
بتا دین جن جن کو آپ نے زبانی فرمایا تھا۔ ہم ان لوگون کو دیکھیں گے کہ کیا وہ لوگ
وہی ہین جو آپ کے لنگر (یا ورچیخانہ) سے ٹکڑا کھاتے ہیں۔ یا آپ سے نقد وظیفہ پاتے
ہیں یا وہ اور لوگ ہیں۔ آپ نے قادیان کے آریون سے بعض لوگون کا نام لیا تو ہم
اُنہین بھی نظر کرینگے۔ کہ وہ لوگ وہی تو نہین جو ایک مدت آپ سے حلوے پوریان
کھا کر قادیان سے دہلی تک آپ کے ساتھ ساتھ پھرے۔ اور آپ کے الہامات کی جو اُنکے

نام وشہادت آپ نے درج براہین کئے ہوئے ہیں۔ تصدیق کرتے رہے۔ مگر خود ہندو کے ہندو ہی رہے۔ اور آخر اپنی قوم سے شرماکر آپ کے مخالف بھی ہوگئے۔ یا وہ اَور لوگ ہیں وہی نکلے تو ہم اُنکی شہادت قبول نہ کرینگے۔ جب تک کہ وہ پچھلی کرتوت سے تائب ہوکر مسلمان نہ ہوجائینگے۔ اور اگر اور لوگ نکلے یعنے نہ وہ حلوائی پوری خور ہندو اور نہ ٹکڑے خور یا وظیفہ خوار مسلمان تو اس بیان میں آپ کو سچا سمجھ کر پھر آپ سے یہ سوال کرینگے۔ کہ آپ نے اس معنے سے جو کیون کیطرح (جو ایک گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ اور اس کے ہمسایہ مین یہ کہہ جاتے ہیں۔ کہ لڑکا نہین لڑکی پیدا ہوگی پھر جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمسایون کو بھی کہہ گئی تھی کہ لڑکی پیدا ہوگی۔ اور اس سے اپنی پیشگوئی سچی بناتے ہین) خاص خاص لوگون کو صرف زبانی کیون مطلع کیا گیا۔ اسکا اظہار عام لوگون میں اشتہار کے ذریعہ سے کیون نہ کیا جیسے کہ آپ اپنی بی بی کا حمل مشتہر کیا کرتے تھے۔ اس سوال کا جواب آپ سے کچھ نہ بن پڑے گا۔ اور اس سے ثابت ہوگا کہ وہ معنے آپ نے اور آپ کے ملہم نے اَب گھڑے ہیں۔ اور ابھی اس شعر مین ڈلنے چاہے ہین۔ اس سے پہلے یہ معنے آپ کے اور آپ کے ملہم کے خیال مین نہ آئے تھے۔

آخر خط میں جو آپ نے ایک منامی الہام بیان فرمایا ہے۔ اور تین مرتبہ اسکا خدا کیطرف سے الہام ہونا ظاہر کیا ہے۔ اور اُسکے وقوع کا آپ کے خلفاء اور مریدوں نے لاہور سے امروہہ تک اشتہار کر دیا ہے۔ یہ آپ کی چالاکی اور حکمت عملی سے ترغیب و ترہیب ہے۔ آپ مجھے طمع اور خوف سے اس پیشگوئی کی مخالفت سے روکنا چاہتے ہین مگر مین خدا کے فضل و توفیق سے نہ اپنی ذاتی قابلیت ولیاقت سے (کیونکہ مین ذاتی لیاقت کوئی بھی نہین رکھتا محض ناکارہ اور نالایق ہون) آپ کے اس دام مین نہیں پھنستا۔ اور جب تک زندہ ہون۔ اور قرآن پر ایمان رکھتا ہون۔ اور دین اسلام کا معتقد اور پابند

ہون آپ کی موجودہ حالت عقاید اور اعمال و اخلاق کے ساتھ آپ سے اتفاق نہ کرون گا انشاء اللہ تعالے و تقدس اس طرح موافقت کو آپ دماغ سے نکال دین۔

اور طرفہ یہ کہ اس الہام کی مُنامی کے نو دن کے بعد آپنے اسکا خلاف کیا۔ اور ۱۱۔ اپریل کو ایک اشتہار قتل لیکھرام کے متعلق چھاپ کر آج ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو میری پاس ارسال کیا ہے جسکے متن صفحہ ۲ کی سطر ۴ مین آپ نے لکھا ہے۔ "مینے سُنا ہے کہ بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی اس کُھلی کُھلی پیشگوئی کی نسبت بھی جو دونون مذہبوں کے پرکھنے کے لئے معیار کیطرح ٹھرائی گئی تھی۔ جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگ اُسپر اعتقاد نہ لائین × × × ہم مسلمانون کو صلاح دیتے ہیں کہ اگر اسلام سے محبت ہے تو ایسے مولویون سے پرہیز کرین۔ اور پھر اسکے حاشیہ میں لکھتے ہین۔ مولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہین کہ یہ پیشگوئی لیکھرام والی جھوٹی نکلی۔ تو اُنہین تحریر مخالفانہ کی تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہین۔ ہم خدا تعالے کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ عام میں میرے روبرو یہ قسم کھالین کہ یہ پیشگوئی خدا تعالے کیطرف سے نہین تھی اور نہ سچی نکلی۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ اور فی الواقعہ پوری ہو گئی۔ تو اے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر۔ پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شد سے ایک سال تک بچ گئے تو ہم اپنے تئین جھوٹا سمجھیں گے۔ اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کرینگے۔ اور جسقدر کتابین ہمارے پاس اسبارہ میں ہونگی جلادینگے"۔

خاکسار اسکے جواب میں کہتا ہے۔ کہ اگر آپ کا وہ الہام منامی جو تین بار آپکو ہوا ہے سچا اور خدا کی طرف سے تھا۔ اور آپ اسکے بیان میں سچے تھے۔ تو پھر آپ کو میری مخالفانہ تحریر کی فکر کیون پڑی۔ جب مین آپ کی طرف رجوع اور آپ کے موافق ہونیوالا ہون تو چاہون ہزار مخالفت کرون۔ آخر میدان تو آپکے ہاتھ آنے والا ہے۔ پھر اس مخالفت سے

آپکا کیا نقصان ہے۔ بلکہ سوچو تو فائدہ ہے۔ جسقدر مخالفت کے بعد موافقت ہوتی ہے اسیقدر وہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ اور لوگون کی نظرون مین وقعت پیدا کرتی ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ ایسا سخت مخالف اور اس زور شور سے مخالفت کرنے والا آخر آپکا تابع ہو گیا ہے۔ چلو ہم بھی تابع ہو جائین۔ اور چھوٹے بڑے مخالف سب تابع ہو جاتے ہین آپ کا میری مخالفت سے خوف کرنا۔ اور مجھے اس پیشگوئی پر نکتہ چینی سے روکنا۔ اور بجائے نکتہ چینی قسم و مباہلہ کیطرف بلانا۔ اور عذاب شدید سے ڈرانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ الہامی مناہی آپکا محض ڈھکوسلہ۔ اور خدا تعالے پر افترا ہے۔ اور آپکا ایک فعل دوسرے کا مکذب ہے۔ آپکا یہ الہام چاہتا ہے کہ آپ کے مخالف (خاکسار) کا انجام بخات ہو گا۔ اور آپ کی دعوت قسم و مباہلہ چاہتی ہے کہ یہ خاکسار آپ کا مخالف رہیگا تو عذاب مین مبتلا ہو گا۔ اور چونکہ مخالف رہنا خاکسار کا دم نقد موجود ہے۔ اور مباہلہ کو بھی خاکسار حاضر ہے۔ لہذا اس تعین کرنے کی کافی وجہ موجود ہے کہ وہ الہام آپ کا محض افترا ہے۔ جس سے آپکی غرض یہ ہے۔ کہ یہ خاکسار آپ کی پیشگوئی نکتہ چینی نہ کرے اور اس سے آپ کی پردہ دری نہ ہو۔ اس غرض سے آپنے دعوت قسم و مباہلہ کی ہے۔ تاکہ اس عذاب شدید سے ڈر کر خاکسار اس پیشگوئی پر نکتہ چینی نہ کرے۔ پھر آپ فرماتے ہین مخالفانہ تحریر کی کیا ضرورت ہے۔ مباہلہ سے جو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب مین عرض ہے۔ کہ مباہلہ آپ کر چکے۔ آپ کی شروط مباہلہ نہ پہلے بھی کسی سے طے ہوئے اور آئندہ نہ ہونگے۔ اس موہوم امید اور خیالی پلاؤ پر ہم دم نقد اور تازہ واریا فیئر کو بھی ہاتھ سے کیون جانے دین۔ اور مسلمانون کو آپ کے فریبون پر آگاہ نہ کرین۔ یہ آپ کے منامی الہام کے کذب ہونے کے متعلق گفتگو ہے۔ اب آپ کی دعوت قسم و مباہلہ کا جواب دیا جاتا ہے۔

جواب قسم و مباہلہ

یہ عاجز خاکسار اپنی نیک نیتی اور سچائی کی نظر سے۔ اور خدا تعالیٰ کی ناصر و معاونِ حق ہونے کی امید و بھروسہ پر آپ کی دعوت قسم کی قبول کرنے کو بغیر کسی معاوضہ یا تاوان کے حاضر ہے۔ اور مسلمانون کی مجلس عام مین (لاہور مین یا بٹالہ مین جہان آپ آسکین نہ قادیان مین۔ کیونکہ آپ نے اس اشتہار مین یہ شرط نہیں کی) اس مضمون کے جو آپکے مضمون قسم سے زیادہ زور رکھتا ہے۔ قسم کھانے اور اُسکو رسالہ مین چھاپ دینے کو مستعد ہے۔ کہ "مجھے اس خدا تعالیٰ کی قسم ہے جسکے ہاتھ مین میری اور سب کی جان ہے میرے اعتقاد مین یہ پیشگوئی متعلق لیکھرام خدا کی طرف سے نہ تھی۔ اور نہ سچی نکلی۔ اور نہ یہ شخص پیشگوئی کرنیوالا اس اعتقاد اور اخلاق کے ساتھ خدا کا ملہم و مخاطب اور الہامی پیشگویوں کا محل و مصدر ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ پیشگوئی الہامی اور خدا کی طرف سے تھی۔ اور فی الواقعہ پوری ہوگئی ہے۔ اور یہ شخص واقعہ مین خدا کا ملہم و مخاطب ہے۔ اور مینے اس پیشگوئی کے وقوع سے اور اس شخص کے الہامی ہونے سے جحوداً و عناداً انکار کیا ہے۔ تو اے خدائے قادر مطلق تو مجھے فوراً اس عذاب مین مبتلا کر جو آجتک کسی معذب کو نہ ہوا ہو۔ مگر اس مضمون کی قسم کھانے اور اُسکو رسالہ میں چھاپ دینے کے لئے میری ایک شرط ہے کہ آپ اسکے مقابلہ میں کچھ نہ بولین۔ اور میری قسم کھالینے کے بعد نہ کسی قسم کی میرے حق مین پیشگوئی کرین۔ اور نہ میرے متعلق کسی امر کے وقوع کے بعد اپنی کرامت کا اظہار کرین۔ کہ فلان امر جو واقعہ ہوا ہے وہ ہماری بد دعا کا اثر ہے۔

ہان اپنے گھر مین بیٹھ کر اور اپنی جماعت کو ساتھ ملا کر جسقدر چاہین بد دعائیں کرتے رہین۔ اگر آپ کی بد دعا سے مجھ پر فوراً یا کسیقدر توقف سے عذاب نازل ہو جائے گا۔ تو اسلامی دنیا خود دیکھ لے گی۔ اور یقین کرے گی۔ اور آپ کو سچا کہیگی۔ اور اگر مین اپنے صدق و نیک نیتی کی برکت اور خدا کے فضل سے ایسے عذاب سے بچگیا تو اسلامی دنیا پر واضح و منکشف ہو جائے۔ کہ آپ مفتری و کذاب ہیں۔ اور اس پیشگوئی لیکھرام کے

اور ہر ایک پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے کے دعوے مین خداتعالےٰ پر افترا کرتے
ہیں۔ مین مدعی کرامت ونبوت کا نہین کہ آپ کے لئے جلد عذاب کی دعا کرون۔
ہان یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ قرآنیہ کے مطابق آپ کو یا تو ہدایت
کرے گا۔ اور توبہ کی توفیق دیگا۔ یا جب چاہیگا آپ کو ہلاک کریگا۔ یا تمام دنیا کی
نظرون مین ذلیل و رسوا کرے گا۔ جیسا کہ اکثر کی نظرون مین اب بھی ذلیل ہین۔
جب آپ میری اس شرط کو بذریعہ تحریر مطبوع منظور کرینگے۔ تب میں اس
مضمون کی قسم مسلمانون کی مجلس میں کھا کر اسکو اپنے رسالہ مین چھاپ دونگا۔ اور اگر
آپ میرے اس مضمون قسم کو کافی نہ سمجھین۔ اور اپنی یہ نئی شرطین پیش کرین (۱) میں
قادیان مین آؤن۔ اور آپ کے سامنے اس مضمون کی قسم کھاؤں (۲) میری قسم کھانے
کے بعد آپ بھی کچھ بولیں۔ اور میرے حق مین بددعا کرین۔ اور اس بددعا کے بعد میرے
حق مین کسی قسم کے عذاب کی پیشگوئی کرین (۳) پھر سال گذر جانے کے بعد اس عذاب کے
معنے بتاوین اور جس قسم کے معمولی امر کو آپ چاہین اس بددعا کا اثر قرار دیکر اشتہار
دیدین کہ یہی عذاب ہماری دعا کا اثر ہے۔ اور اس ذریعہ سے اپنی کرامت و نبوت
کا اظہار و اثبات کرین۔ تو اس صورت مین میری طرف سے اول شرط یہ ہے۔ کہ جیسا کہ
آپنے اشتہار ۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء مین گنگابشن آریہ کے لئے دس ہزار روپیہ پیشگی گورنمنٹ
کے پاس جمع کر دینا منظور کیا ہے۔ میری قسم کے عوض مین جمع کرا دین۔ اور
باضابطہ یہ معاہدہ کر لین کہ در صورت ظاہر نہ ہونے اثر بددعا آپکے وہ روپیہ آپسے
بطور شرعی جرمانہ لیا جائے گا۔ جو کسی اسلامی کار خیر میں خاکسار کی رائے سے صرف
کیا جائیگا۔ اور نیز اسصورت عدم ظہور اثر بددعا جو آپنے میرے ہاتھ پر توبہ کرنا
اور کتابین جلا دینا قبول کیا ہے۔ اسکی یہ تشریح و تتمیم کر دین کہ مین اپنے جدیدہ عقائد
کو کفر اور گمراہی قرار دیکر اُن سے توبہ کرونگا۔ اور عقائد قدیمہ اسلامیہ قبول کرکے از سر نو

مسلمان ہونگا - اور اپنی جملہ کتابونکو براہین سے لیکر آخری رسالہ یا اشتہار تک جنمین وہ عقائد کفریہ مجملاً یا مفصلاً صراحتہً یا اشارۃً درج ہین جلا دونگا - ورصورت پوری نہ کرنے اس شرط کی سزا قتل کو *

دوسری شرط

یہ کہ جس عذاب شدید سے آپ ڈراتے ہین اسکی شرح و تعیین کرین تا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر مجھے ریزش یا کھانسی وغیرہ سے آپ بیمار دیکھین - یا میری کبھی کپڑے میلے یا پرانے آپ کو نظر آوین یا میرے متعلقین مین سے کسی پر کوئی بیماری یا ابتلا آوے تو آپ یہ کہدین کہ یہی عذاب شدید ہی جسکی ہمنے پیشگوئی کی تھی - جیسا کہ پہلے آپسے وقوع میں آچکا ہے - کہ ۱۸۹۳ء مین آپنے خاکسار کے لئے عذاب کی دعا کی تو آپ کو چالیس[۴۰] روز کی میعاد کے عذاب کی خبر ملے چنانچہ آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۴ مین آپنے کہا ہے "چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے جسکی تاریخ مجھے یاد نہین کہ ایک مضمون مین نے میان محمد حسین کا دیکھا جسمین میری نسبت لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور بے ایمان - اور باانیہمہ سخت نادان اور جاہل اور علوم دینیہ سے بے خبر ہے - تب مین جناب الٰہی مین رویا کہ میری مدد کر - تو اس دعا کے بعد الہام ہوا - کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنے دعا کرو کہ مین قبول کرونگا - مگر مین بالطبع نافر تھا کہ کسی کے عذاب کے لئے دعا کرون - آج جو ۲۹ شعبان ۱۳۱۰ھ ہجری ہے - اسمضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالےٰ نے دعا کے لئے دل کھول دیا - سو مین نے اسوقت اسی طرح سے رقت دل سے اس مقابلہ مین فتح پانے کے لئے دعا کی - اور میرا دل کُھل گیا - اور مین جانتا ہون کہ قبول ہوگئی - اور مین جانتا ہون کہ وہ الہام جو مجھ کو میان بٹالوی کی نسبت ہوا تھا - کہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ وہ اسی موقعہ کے لئے ہوا تھا - مینے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھرا کر دعا کی ہے - اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا - اب صاحبو اگر مین اس نشان مین جھوٹا نکلا یا میدان سے بھاگ گیا یا کچھے بہانون سے ٹال دیا - تو تم سارے گواہ رہو کہ بیشک مین کذاب اور دجال ہون - تب مین ہر ایک سزا کے لائق ٹھرونگا - کیونکہ اس

* جواب یہ ہے منظور کیا ہے اگر گورنمنٹ سے منظور کرا دینا آپکے ذمہ ہے کیونکہ آپ ہی اسکے محرک و تجویز کنندہ ہیں ۱۲

موقعہ پر ہر ایک پہلو سے میرا کذب ثابت ہو جائیگا۔ اور دعا کا نامنظور ہونا کھل کر میرے الہام کا باطل ہونا بھی ہر ایک پر ہویدا ہو جائیگا"

جب چالیس روز کے عرصہ میں کوئی عذاب اس خاکسار پر نہ آیا تو آپنے پھر یہ بات بنائی کہ اس عذاب سے وہ اہانت مراد ہے۔ جو بمقام امرتسر ہمسے مباہلہ کرنے سے انکار کرنے کے سبب اُسکو حاصل ہوئی تھی۔ (حالانکہ یہ بات بھی محض خلاف واقعہ ہے مباہلہ سے انکار اُنہوں نے کیا تھا نہ اس خاکسار نے)۔ اور اب ۱۸۹۷ء میں رسالہ انجام آتھم شائع کیا۔ تو اُسکے صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۱۰۰ میں اس اہانت کی تفسیر و مراد یہ بیان کی ہے۔ کہ یہ شخص اب مفلس ہو گیا ہے۔ اور کپڑے پُرانے پہنتا ہے۔ کابل گیا تھا تو وہاں اُسکا اکرام نہیں ہوا۔ اور وہاں سے محروم و بیمار ہو کر واپس آیا۔ (حالانکہ یہ باتیں سب کی سب خلاف واقعہ ہیں۔ ہاں کابل میں بیمار رہا تھا۔ سو یہ بیماری ایک ایسا امر ہے۔ جس سے کوئی بشر خالی نہیں رہتا۔ اور آپ کا دائم المرض رہنا تو آپ کی تحریرات میں بھی مرقوم ہے۔ ایسی ہی تاویلات عذاب شدید اب اسوقت کرینگے۔ جب میعاد گذر گئی اور خدا کے فضل و کرم سے خاکسار پر کوئی آفت نہ آئے اسلئے ضرور ہے کہ اب ہی سے عذاب شدید کی تعیین مراد کو دیں۔

تیسری شرط۔ یہ کہ آپ سال کی میعاد کو موقوف کریں۔ اور اگر اپنی بددعا کی تاثیر اور کرامت دکھانے کا دعوٰے ہو تو اسی قسم کھانے وقت دکھا دیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نجران کے عیسائیوں کے مباہلہ پر فوراً عذاب نازل ہونے کی بابت آنحضرت نے خبر دی تھی۔ اور وہ ہمارے مضمون جواب مباہلہ میں نصفحہ ۸۶ وغیرہ نمبر ۳ جلد ہذا منقول ہے۔

اور اگر فوری عذاب اور کرامت دکھانے کے آپکے ملہم* میں قدرت و طاقت نہیں یا کسی دور اندیشی و احتیاط کی نظر سے کیفقہ مہلت کا وہ محتاج ہے۔ تو آپکے اس اعتراف کے

* ہمارے اعتقاد میں آپ کا ملہم معلم الملکوت ہے۔ اسوجہ سے ہم اُسکا عجز و احتیاج تجویز کرتے ہیں۔

بعد ہم میعاد بھی منظور کرلینگے - مگر وہ میعاد تین دن سے زیادہ منظور نہ ہوگی - کیونکہ عبداللہ آتہم کے عذاب کے لیئے آپ تین دن منظور کرچکے ہیں - اور اشتہار انعامی تین ہزار کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۵ میں لکھ چکے ہیں - کہ ہم تین دن ہی منظور کرلینگے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ تین دن کے وقفہ میں آپ اور آپ کے ملہم صاحب اپنے منکرون پر عذاب لاسکتے ہیں -

اور اگر آپ یہ اقرار کرینگے کہ ہمارا ملہم اب تین دن کی مہلت میں بھی اثر دکھانیسے عاجز ہوگیا ہے - اور وہ سال بھر کی مہلت لینے کے بغیر کچھ نہین کرسکتا - تو ہم اس میعاد کو بھی منظور کرلینگے - اور اگر آپکو اس میعاد کے مسنون ہونے کا دعوے ہے - چنانچہ ایک اشتہار مباہلہ مین آپ نے تحریر کیا ہے - تو اب اسکا مسنون ہونا کسی دلیل سے ثابت کرین - اس میعاد کے مسنون ثابت ہونے کے بعد ہم اس کو تسلیم کرینگے -

جو دلیل مسنون ہونے کی آپ نے اس اشتہار مین بیان کی ہے - اس دلیل سے اس شرط کا مسنون ہونا ثابت نہین ہوتا - جسکی تفصیل ہم مضمون جواب مباہلہ میں کرچکے ہین اور وہ صفحہ ۸۶ وغیرہ جلد ہذا کے نمبر ۳ مین موجود ہے - کوئی اور دلیل آپ بیان کرینگے تو ہم آپ کی اس شرط کو مان لینگے - آپ ایکدفعہ میدان مین تو نکلین -

ہماری ان تینون شروط کو آپ قبول کرلینگے - اور عدالت کے ذریعہ سے اس معاہدہ کی تکمیل کرادینگے - تو ہم قادیان مین پہنچکر آپ کے سامنے قسم کھانے کو حاضر ہین مگر ہم کو امید نہین کہ آپ ہماری شرطونکو منظور کرین یا ان شروط کی عدم تسلیم کی وجوہات عقلیہ صحیحہ بیان کرین - آپ باتون ہی مین ٹلادینگے - اور اپنے معتقدونکا دل بہلائینگے اب شوق سے اپنا کام کرین - ہم بھی آپکا کام کرچکے - اور آپ کی اس پیشگوئی کی حقیقت پبلک پر ظاہر کرچکے - اور کررہے ہیں -

یہ آپ کے اس خط کے متعلق کلام ہے جسمین آپ نے اس شعر یوم العید کے

معنے گھڑ کر اسمین ڈالنے چاہے ہین۔

اب ہم چھکریوں (۶ تاریخ چھٹے گھنٹے روز یک شنبہ) والی پیشگوئی کیطرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسکا سفید جھوٹ ہونا ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔

حضرات ! چھکریون والا الہام نہ آپ کو ہوا۔ نہ اُن قیود کے ساتھ آپنے یہ پیشگوئی متعلق قتل لیکھرام کبھی مشتہر کی۔ اس دعوے میں آپ نے اپنے معتقدون اور ناواقف مسلمانون کی آنکھ مین خاک ڈالکران سے یون ہی تسلیم کرالیا ہے۔ کہ ان قیود کے ساتھ واقعہ قتل سے ۱۷ برس پہلے پیشگوئی کی گئی تھی۔ جو سچی نکلی۔

ہم نے اپنے رجسٹرڈ خط کے ذریعے سے اس پیشگوئی کا پتہ آپسے پوچھا تو آپ نے اسکا پتہ نہ تبلایا۔ صرف الہام **یوم العید** کا پتہ بتایا۔ چنانچہ آپکا خط منقولہ صفحہ (۴۵) نمبر ۲ جلد ہذا شاہد ہے۔

پھر ہم نے اپنے خط نمبری ۱۱۷۔ مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۸۹۷ء مین مضمون زیر قلم کا خلاصہ لکھ کر آپکے پاس بھیجا تو اُس مین بھی یہ لکھدیا۔ کہ بجز پیشگوئی میعادی شش سالہ جسقدر پیشگوئیان کرنے کا آپ کے اشتہارات میں دعوی ہے۔ وہ محض غلط ہے۔ (یعنے وہ پیشگوئیان واقعہ قتل سے پہلے لیکھرام کے متعلق آپ نے مشتہر نہین کین۔) اسخط کے جواب مین بھی آپ نے سکوت اختیار کیا۔ اور اس پیشگوئی کا پتہ نہ بتایا۔ اس خط کے حامل اور آپ کے قاصد و وکیل **مہر نبی بخش** نمبردار بٹالہ و **بابو علی محمد** ٹھیکہ دار بٹالہ زبانی مظہر اور مدعی ہوئے کہ ہم نے یہ پیشگوئی دیکھی ہوئی ہے اور اول الذکر نے وعدہ کیا۔ ہم اسکو کل لاکر پیش کرینگے۔ وہ بھی نہ لائے۔ اور کئی کل گذر گئے۔ آخر ان دونو صاحبون کے نام ایک خط لکھا گیا۔ جسکی نقل ذیل مین درج ہے۔ اُنہون نے یہ خط وصول نہ کیا۔ اول الذکر تو وصولی خط سے صاف انکاری ہوئے۔ اور ثانی الذکر جمون چلے گئے۔ تو اس **خط کی نقل** الہامی صاحب

کے پاس کادیان بھیجی گئی اور اُسپر لکھا گیا کہ اگر آپ نے اس الہام کا پتہ نہ بتایا - تو یکطرفہ کارروائی کیجائے گی - اس نقل کے پہنچنے پر بھی آجتک کہ ۸ مئی ۱۸۹۷ء ہے پتہ نہین بتایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ - اس پیشگوئی کو اُنہون نے کسی اشتہار یا کتاب مین مشتہر نہ کیا تھا -

نقلِ خط

بٹالہ ۱۵ - اپریل ۱۸۹۷ء نمبر ۱۲۵

مہر نبی بخش صاحب - و بابو علی محمد صاحب - وکیلان مرزا غلام احمد صاحب

سلام

۱۲ - اپریل ۱۸۹۷ء کو آپ دونو صاحب کہہ گئے تھے - کہ ہمنے مرزاجی کا وہ الہام دیکھا ہوا ہے جسمین چھ تاریخ چھٹے گھنٹے روز یکشنبہ مین قتل واقعہ ہونے کی پیشگوئی ہے - اور مہر صاحب وعدہ کر گئے تھے کہ وہ الہام ہم کل ارسال کرینگے - مگر ابتک ارسال نہیں کیا - مرزاجی سے ہم نے اس الہام کا پتہ پوچھا تو اُنہون نے بھی نہین بتایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کا کوئی الہام مرزاجی نے واقعہ قتل سے پہلے شایع نہیں کیا - اور آپ لوگون نے بھی اس مضمون کا کوئی الہام اُنکا نہین دیکھا اب آپ لوگ اپنے موکل کی بات پیچ کرتے ہیں - اور اُن کے جھوٹ پر پردہ ڈالتے ہیں - *

اگر یہ امر (جو آپ کے اِس فعل سے مفہوم ہوتا ہے -) واقعی ہے - تو کمال افسوس کی بات ہے - آئندہ اگر آپ نے یا مرزا صاحب نے کل شام تک وہ الہام نہ بھیجا تو مین یقین کر لونگا کہ اس مضمون کا کوئی الہام آپ کے اور انکے پاس نہیں ہے - *

مین ہفتہ کے دن ۱۷ - اپریل کو لاہور کا ارادہ رکھتا ہون - کل شام تک الہام

یا جواب خط آنا چاہیئے۔ ابو سعید محمد حسین

اس خط پر جو کچھ مرزا جی کے نام لکھا گیا تھا۔ اُسکی نقل۔

مرزا صاحب و حکیم صاحب۔ آپ صاحبون نے میرے خط نمبری ۱۱۷۔ کا جس سے میرے نیک نیتی عیاں ہے جواب نہ دیا۔ اور نہ حکیم صاحب خود تشریف لائے۔ اس سے آپ کی نیت معلوم ہو گئی۔

یہ اس خط کی نقل ہے جو آپ کے وکیلون نے نہیں لیا۔ بابو علی محمد تو جمون چلے گئے مہر بخش صاحب اسکے لینے سے انکاری ہوئے۔ لہذا آپ کی خدمت میں مرسل ہے اگر الہام چھ دن چھ گھنٹہ والا جلد نہ بھیجا تو یکطرفہ کارروائی پھر ہمکو ترک نیک نیتی کا الزام نہ دین۔ اپنی رائے اور نفس کو متہم کرین۔

ابو سعید محمد حسین۔

اس خط کے پہنچنے پر بھی آپ کچھ نہ بولے اور اب تک ساکت ہیں۔

لاہور کے تابعین و مقلدین الہامی صاحب حکیم فضل الٰہی اور حافظ فضل احمد صاحب سے اس امر کا ذکر آیا تو اُنہون نے کہا۔ کہ رسالہ برکات الدعاء کے حاشیے والے الہام میں یکشنبہ کا لفظ موجود ہے۔ اسیوقت اُنکے سامنے رسالہ برکات الدعاء پیش کیا گیا۔ تو اسمین یہ نہ نکلا۔ کہ یکشنبہ کو لیکھرام کا قتل ہوگا۔

لفظ یکشنبہ تو اسمیں ہے۔ مگر اُسکو قتل کا دن نہیں بتایا گیا۔ بلکہ قتل کے متعلق جو مرزا جی کو ایک خواب دکھایا گیا تھا۔ اس خواب کی رویت کا دن یکشنبہ اور وقت چار بجے صبح کا بتایا گیا ہے۔

اس مقام مین اصل عبارت حاشیہ صفحہ اخیر رسالہ برکات الدعا نقل کیجاتی ہے

تاکہ ناظرین کو معلوم ہو۔ کہ بات کیا ہوتی ہے۔ اور یہ حضرات اُستاد و شاگرد پیر و مرید اسکو کیا بنا لیتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب دہوکھ دینے اور جھوٹ بولنے میں کیسے مشاق اور مصرعہ ؎ این خانہ تمام آفتاب است ۔ کے مصداق ہیں۔

نقل عبارت رسالہ برکات الدعا

”لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر۔ آج جو ۲۔ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴۔ ماہ رمضان ۱۳۱۰ ہجری ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مینے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل گویا اُسکے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے۔ میری سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ مینے نظر اوٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے۔ گویا انسان نہیں۔ ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے۔ اور اُسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی۔ اور میں اُسکو دیکھتا ہی تھا کہ اُسنے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب مینے اُسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزادہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد ہے کہ وہ دوسرا شخص اُنہیں چند آدمیوں سے تھا۔ جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک“

اس آخری جملے کی نسبت کوئی صاحب فہم و انصاف نہیں کہ سکتا کہ اس میں یکشنبہ کو وقوع قتل و ظہور پیشگوئی کا وقت بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہر کوئی یقین رکھتا ہے کہ وہ اس خواب کے دیکھنے کا وقت ہے **وقوع پیشگوئی** کا وقت وہ **کیونکر** ہو سکتا ہے **جبکہ** اسمیں چار بجے صبح کا وقت بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ظہور پیشگوئی اور وقوع قتل

لیکھرام کا وقت یہ حضرات چھ بجے شام تک بتلاتے ہیں۔ یہ عقل کے اندھے اور سیاہ دل اپنے الفاظ کو غور سے نہیں پڑھتے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آئندہ اس جھکڑیوں والی پیشگوئی کو قبل از وقوع مشتہر کرنے کا ثبوت یہ لوگ کیا پیش کرینگے؟ - اسکا جواب قیاس و قرینہ سے دیا جاتا ہے۔ کہ یہ یا تو کوئی جعلی پچھلی تاریخ کا اشتہار بنا کر چھاپیں گے۔ اور کہینگے کہ اس اشتہار کے ذریعہ یہ پیشگوئی مشتہر کیگئی تھی اور یا اپنی تصانیف سے کہیں لفظ ستہ یا چھ کا۔ اور لفظ یکشنبہ نکال کر دعوے کرینگے وجیسا کہ حکیم فضل الٰہی نے دعوے کیا ہے) کہ ان الفاظ سے وقت قتل لیکھرام مراد ہے۔ گو ہمیں قتل لیکھرام کا کہین ذکر و اشارہ تک بھی نہ ہو۔ مگر ہم خدا کے فضل سے اسس جعل کی قلعی پورے طور پر کھولینگے انشاء اللہ تعالے۔

بالجملہ جھکڑیوں والی پیشگوئی کا کہیں وجود معلوم نہین ہوتا۔ اور یَوْمُ الْعِید والے الہام میں قتل لیکھرام کا کہین ذکر و اشارہ تک نہین۔ اس باب میں جو کچھ آپ نے کہا ہے سفید جھوٹ ہے۔

ہان اسقدر مسلم ہے۔ کہ چھ سال کی میعاد قتل لیکھرام کے لیئے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۹۳ء میں ضرور مقرر کی گئی تھی۔ مگر اس میعاد کے مطابق یہ قتل وقوع مین نہین آئی بلکہ اس میعاد سے دو سال پہلے چار ہی سال کے بعد قتل وقوع میں آگئی ہے۔ اس سے وہ پیشگوئی جھوٹی ہوئی نہ سچی۔

جو لوگ چار اور چھ میں فرق کرسکتے ہیں وہ اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے مین شک نہ کرینگے۔ اسکے جواب مین اگر الہامی صاحب یہ کہین کہ چار کا عدد چھ کے عدد مین داخل ہے۔ لہذا چار سال مین پیشگوئی کے پورے ہونے سے چھ سال میں اسکا پورا ہونا صادق آسکتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ چار کا عدد چھ میں داخل ہے۔ دس بیس اور سو میں بھی داخل ہے۔ پھر کیا اس نظر سے جو واقعہ چار سال مین وقعہ

ہونیوالا ہو - اسکا دس - بیس - سو برس کی میعاد میں وقوع بیان کرنا - اور اسکو تحدی اور کرامت کے طور پر مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا جائز ہے - ؟ - نہین نہین ہر گز نہین اس سے تو تحدی اور کرامت باطل ہوتی ہے - اور تحدی اور کرامت اور اخبار غیب تو اسی صورت مین متصور ہے - کہ جو اس واقعہ کے وقوع کی اصلی حد ہو - وہ بتادیجاوے کسی میعاد قریب کو بعید کر کے بتانا نہ صرف مبطل تحدی و خلاف کرامت ہے - بلکہ وہ حکمت کے بھی برخلاف ہے - اور سراسر حماقت و سفاہت ہے - جو خدا حکیم و علیم ملہم الصادقین کے شان کے مخالف ہے -

اور اُسکا عکس کہ ایک امر بعید الوقوع کو ایسے سچے اور صحیح الفاظ سے بیان کرنا جنسے اُسکا قریب ہونا مفہوم ہو عین حکمت ہے -

اسی اصول پر اسلام میں اور پہلے دینوں میں قیامت کو قریب بتایا گیا ہے باوجودیکہ ہزار ہا برس گذر چکے ہیں - اور اسیوجہ سے خبر فتح روم کو جو سات برس میں واقعہ ہونے والی تھی - لفظ **بضع** سے دجسکا اطلاق عرب میں تین سے نو تک ہوتا تھا - اور اس لفظ کے بولنے سے تیسرے ہی سال کے بعد فتح کی امید شروع ہو گئی تھی - اور اس سے دوستون کو خوشی اور دشمنون کو خوف پیدا ہو گیا تھا -) بتایا گیا ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون خطبہ میں بصفحہ ۶۴ ۞ نمبر ۱۱ جلد ۱۷ ہے - الہامی صاحب نے موت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی مین اس اصول حکمت کا خلاف کیا - اور اس سے یہ ثابت کیا - کہ وہ پیشگوئی الہامی اور رحمانی نہ تھی - بلکہ ایک وسوسہ شیطانی تھا جو جھوٹا نکلا -

ایک وجہ اس پیشگوئی ششش سالہ کے جھوٹی نکلنے - اور سچی نہ ہونے کی یہ بھی ہے - کہ اس عذاب کی دجسکی اس پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی) الہامی صاحب نے آئینہ کمالات کے صفحہ اخیر میں ان الفاظ سے کہ " وہ غیر معمولی - اور خارق عادت ہوگی " تفسیر کی ہے - چنانچہ کہا ہے " کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ مین آج کی تاریخ سے

۞ یہ نمبر صفحہ خطبہ جداگانہ میں ۱۱۰ ہے -

کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہو۔ تو سمجھو کہ مین خدا کیطرف سے نہین ؟؟ اور یہ قتل جس کیفیت سے وقوع میں آئی ہے۔ وہ معمولی کیفیت ہے۔ نہ نرالی۔ نہ غیر معمولی۔ نہ خارق عادت ایسے واقعات صدہا وقوع میں آتے ہیں۔ ہسپتالون مین جا کر ایسی زخمی لاشین دیکھ لو۔ پولیس اور عدالت میں ایسے صدہا کیس ملاحظہ کر لو۔ تھوڑے دن ہوئے کہ لاہور کے بازار انارکلی میں ایک میم کو ایک فقیر نے چھری سے مار ڈالا۔

اس سے پہلے چھاونی پشاور سٹیشن پر ایک فوجی افسر کو ایک سرحدی افغان نے چھری سے قتل کیا۔ ایسے واقعات کو آنکھ سے دیکھنے ہون۔ تو پشاور کے قریب چلے جاؤ اور مشاہدہ کر لو۔

ایسے واقعات کو کوئی ذی عقل اور صاحب فہم معمول سے نرالے اور خارق عادت نہین کہ سکتا۔ معمول سے نرالے۔ اور خارق عادت عذاب وہ تھے۔ جو پہلی امتون کے منکرون پر آئے۔ کوئی زمین میں دھنسایا گیا۔ کوئی آسمانی سخت آواز سے ہلاک ہوا۔ کسی پر آسمان سے پتھر برسے۔ اور کئی غیر معمولی طور پر بہیئت مجموعی غرق آب ہوئے۔ جنکا ذکر قرآن کی سورۃ عنکبوت کے رکوع ۲ میں ہوا ہے۔ آجکل کا طاعون جو بمبئی اور کراچی پر مسلط ہے کاش اسی کا حصہ لیکھرام کو پہنچتا۔ تو بھی تسلیم کیا جاتا کہ اس شہر میں جو عذاب سے مامون ہے صرف لیکھرام کیلئے وہ غیر معمولی اور خارق عادت عذاب ہے۔ چھری مارنے کو جو رات دن لوگون کو لگتی ہیں غیر معمولی و خارق عادت قرار دینا آپ ہی کا کام ہے۔ جو الہام سے ہوتا ہے۔

اس بیان سے سوال اوّل کا حل و جواب پورا ہوا۔ اور یہ ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی اور اسکے متعلق جسقدر الہامات الہامی صاحب نے بیان کئے ہیں۔ وہ سچے نہیں نکلے

بلکہ سراسر کذب و فریب

ظاہر ہوئے

دوسرے سوال کا حل و جواب

اگرہم فرض کرین اور بطور محال مان لین کہ الہامی صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق جو دعاوی کیے ہیں۔ کہ ہمنے اس واقعہ قتل کو ۱۷ یا ۱۲ برس پہلے سے بتادیا تھا۔ اور اسکی تاریخ دن۔ گھنٹہ۔ (بلکہ آلہ قتل و لباس قاتل ورنگ قاتل و عمر قاتل وغیرہ وغیرہ جن امور کا الہامی صاحب دعوے بھی نہین کیا۔) سے بھی سترہ برس پہلے آگاہ کردیا تھا۔ اور جو کچھ کہا وہ بلاتفاوت سرموئے صادق و مطابق نکلا۔ تو اس صورت مین بھی وہ پیشگوئی اسلام اور مسلمانون مین الہامی تسلیم کیے جانے کے لایق نہ ہوتی اور کوئی مسلمان (بجز ان چند لوگون کے جو اسلام سے مرتد ہوکر روٹی اور پیسہ کی طمع سے الہامی صاحب کے پیرو ہو گئے ہیں۔ یا وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے۔ انکے دام میں پھنسے ہوئے ہیں۔) اسکو الہام نہ سمجھتا۔ بلکہ یہ خیال کرتا کہ وہ ایک نجومی یا جوتشی یا رمال یا جفری وغیرہ کی پیشگوئی ہے۔ جو حسب اتفاق قواعد علم کے موافق ہونے کی وجہ صادق ہوگئی ہے۔

اس انکار کی وجوہ مسلمانون کے نزدیک دو ہین۔ ایک وجہ (جسمین الہامی صاحب اور انکے موافقین اور بےغرض اتباع کو دم مارنے کی جگہ نہین ہے) یہ ہے کہ پیشگوئی اس شخص کی بالیقین الہامی مانی جاتی ہے جسکی لاکھ پیشگویوں میں سے ایک بھی خطا اور غلط نہ نکلی ہو۔ اور یہی امر نبیون کی پیشگویون اور نجومیون جوتشیون جفریون۔ کاہنون وغیرہ کی پیشگویون مین فارق ہے۔ چنانچہ نمبر ۱۲ جلد ۱۷ مین صفحہ ۳۵۲ (جو خطبہ جداگانہ میں صـ ۱۱۷ ہے) بیان ہوا ہے۔ اور مرزاجی کی بہت سی پیشگویان ایسی خطا نکلی ہیں جنکے خطا ہونے مین کسی مسلمان کو شک نہیں۔ اگرچہ مرزاجی کے دام افتادہ احمق یا خود غرض انکو صادق مان رہے ہیں۔ اور بعض پیشگویاں ایسی خطا نکلی ہین جنکے خطا ہونے پر مرزاجی کو بھی دم مارنے کی جگہ نہین ہے۔

منجملہ قسم اوّل آپ کی پیشگوئی متعلق موت آتہم میعادی پندرہ ماہ میں ہے جو جھوٹی نکلی - اور وہ رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۶ مین مدلل و مفصل طور پر بیان ہوئی ہے -

وازانجملہ آپ کی پیشگوئی متعلق موت شوہر ثانی منکوحہ آسمانی خود بدولت کا ہے کہ وہ بھی جھوٹی ہوچکی ہے - چنانچہ نمبر ۶ جلد ۱۶ مین بیان ہوا ہے - اور وہ شخص اب تک مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی سے حظ اٹھا رہا اور لطف اڑا رہا ہے -

منجملہ قسم دوم آپ کی پیشگوئی متعلق تولد فرزند بشیر عمانوائیل جو تین دفعہ جھوٹی ہوچکی ہے -

اوّل اسوقت جب پہلے حمل سے دختر پیدا ہوئی - پھر جب مرزا جی نے اسکی تاویل کرکے کہ بیٹا اس حمل سے نہ لکھا تھا - دوسرے حمل کے وقت اُسکے تولد کی خبر دی - اور بشیر صاحب آسمان سے نازل ہوئے اور کان اللّٰہ نزل من السماء - کے مصداق بنے تو بار دوم وہ پیشگوئی اُسکی وفات سے جھوٹی ہوئی - ان دونو دفعہ مین اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کی تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ نمبر ۸ بصفحہ ۲۴۲ وغیرہ ہوچکی ہے

ان دونو دفعہ میں اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے میں مرزا صاحب اور اُنکے خودغرض یا ناواقف اتباع نزاع کرتے ہین - لہذا ہم تیسری دفعہ اس پیشگوئی کے خطاء ہونے کو پیش کرتے ہیں جس میں مرزا جی کو بھی دم مارنے کی جگہ نہین ہے - اور اسیوجہ سے یہ مثال قسم دوم کی مثال ہوسکتی ہے -

تیسری بار اس کا خطاء ہونا یون ہوا ہے - کہ مدت نوسال جسکے اندر اس فرزند کے تولد کی خبر دیگئی ہے - پوری ہوگئی ہے - نوکیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اشتہار میں اسکے تولد کی خبر دی تھی - اور ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اُسکے تولد کی میعاد نوبرس مقرر کی تھی - اور اسوقت مئی ۱۸۹۷ء اور اُس وعدہ سے یہ بارہوان سال گذر رہا ہے - اور وہ لڑکا ہنوز ماں کے پیٹ یا باپ کی پشت میں یا آسمان پر ہے وہین سے نہیں اُترا

کیا اب بھی اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شبہ باقی رہا۔؟۔ اور آپ میں کسی عذر سے دم مارنے کی آپکو جگہ ہے۔ ہرگز نہیں۔

مگر آپ بڑے شیر بہادر ہیں۔ شائد موجودہ لڑکون مین سے کسی کو بشیر عمانوایل قرار دین۔ چنانچہ بعض حضرات مقلدین الہامی صاحب لکھ رہے ہیں کہ کیا تعجب ہے کہ ان ہی تین میں سے کوئی لڑکا اس پیشگوئی کا مصداق ہو جاوے۔ مگر اس دعوے پر ان پر تین سخت سوال وارد ہونگے۔ جنکا کوئی جواب باصواب و انصاف مرزا صاحب اور اُنکے اتباع سے بن نہ پڑے گا۔ اگرچہ سب کے سب مل جائین۔ اور ایک دوسرے کے مددگار بنین۔ اوّل یہ کہ اگر وہ لڑکا ان تین میں سے کوئی ایک ہے تو پھر آپ نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین کیون لکھا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے لڑکے کا انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس مقام مین اصلی عبارت ضمیمہ انجام آتھم نقل کیجاتی ہے۔ آپ اسکے صفحہ ۱۴ مین لکھتے ہیں۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۸۶ء میں شایع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کریگا۔ اسوقت ان تین لڑکونکا جواب موجود ہین نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنے یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا۔ جو تین کو چار کردیگا سوایک بڑا حصہ اسکا پورا ہو گیا یعنے خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینون موجود ہین۔ صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے۔ کہ اوّل افترا کے طور پر تین یا چار لڑکون کی خبر دے۔ اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائین۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے موجود ہین۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اُسکے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ **محمود** جو بڑا لڑکا ہے اُسکی پیدائش کی نسبت اُس سبز اشتہار مین صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے۔ جو پہلے

لڑکے کی وفات کے بارے میں شایع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کیطرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اُسکی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے۔ جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شایع کیا گیا تھا۔ اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اُسکے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق۔ اور انوار الاسلام میں موجود ہے۔ اب دیکھو کہ کیا خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے۔ کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔"

حضرات۔ ناظرین یہ عبارت صاف پکار رہی ہے کہ موجودہ تین لڑکے محمود۔ بشیر۔ شریف۔ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ ان تینوں کے بعد ایک چوتھا لڑکا آنے والا ہے۔ جو ان تین کو چار کرے گا۔ اور اس پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ہوگا۔

حضرات! ۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ دعوے آپ نے کس بناء پر کیا تھا۔ اور آنے والے لڑکے کی صرف اسے ایک صفت و علامت کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ کیوں اس اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نقل کیا۔ اور اُسکی باقی کئی صفات کہ جنکا بیان عنقریب آتا ہے کیوں چھوڑ دیا۔

حضرات! ۔ اسکی وجہ اس خاکسار حقیقت شناس الہامات قادیانی سے سُنیں۔ آپ کی بی بی اُسوقت جبکہ یہ ضمیمہ آپ نے شایع کیا ہے حمل تھا۔ اور اس حمل کی نسبت آپ نے اپنے احمق اتباع کو یہ کہہ رکھا تھا کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ چنین و چنان ہوگا۔ اور وہی تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ جسکا ذکر اس پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ہے۔

اس خیال و امید پر آپ نے وہ دعوے کیا۔ اور اس لڑکے کی صرف ایک علامت (تین کو چار کرنے) کو ذکر کیا۔ باقی اکیس علامات و صفات کا ذکر چھوڑ دینے کی

وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کو اس امر کا یقین ہے کہ میرے دام افتادہ پورے احمق۔ اور الو بنے ہوئے ہیں۔ وہ صرف اس وصف و علامت کو اس لڑکے پر صادق ہوئی دیکھ کر اس لڑکے کو اس پیشگوئی کا مصداق مان لینگے۔ اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی طرف رجوع کر کے باقی علامات کو اسپر منطبق کر کے میری اس پیشگوئی کے امتحان کرنیکا کبھی قصد نہ کرینگے۔ اور وہ اپنی افراط تقلید اور بکمال حمق کی وجہ سے یہ بات بھی خیال مین نہ لائینگے کہ میعاد پیشگوئی ۱۸۸۶ء تو مدت ہوئی ختم ہو چکی ہے۔ اس حمل سے اگر لڑکا پیدا بھی ہو گیا۔ اور اُسنے پہلے تین اولاد کو چار کر دیا تو کیا ہوا۔ وہ تو شتابکہ بعد از جنگ یاد آمد الخ کا مصداق ہی ہوگا۔ مگر خدا تعالے اپنے مخلص بندون پر رحیم۔ اور اُنکا ہادی ہے۔ گو الہامی صاحب کے دام افتادہ احمق اس رحمت ہدایت کا محل نہین۔ اور وہ اس سے محروم ہین۔ لہذا اُسنے نہ چاہا کہ کوئی مخلص مسلمان الہامی صاحب کے اس دھوکہ مین پھنسے۔ اس موجودہ حمل سے الہامی صاحب کو لڑکی دی جس سے الہامی صاحب کی وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اب چوتھی بار جھوٹی ہوئی اور اس سے الہامی صاحب کو کمال رسوائی و ذلت کے حاصل ہوے۔ اور مخلص مسلمانون کو اسکے اس دام مین پھنسنے سے نجات ملی۔ گو اُسکے حمقا اتباع اس دعوے صفحہ ۱۵ ضمیمہ انجام آتھم کے جھوٹے ہونے پر بھی اُسکی پیروی سے دست بردار نہین ہوے۔ اور اب تک انکو ملہم صادق کہتے جاتے ہیں۔

بالجملہ۔ یہ دعوے صفحہ ۱۵ ضمیمہ انجام آتھم باوجودیکہ جھوٹا ہو چکا ہے۔ یہ سچی بات رہا ہے کہ موجودہ تین لڑکون میں سے کوئی لڑکا آپ کی اس پیشگوئی۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق نہین ہے۔ پھر اب وہ کیونکر کسی لڑکے کو اسکا مصداق بنا سکتے ہیں۔

سوال دوم۔ یہ کہ اگر ان تین مین سے کوئی لڑکا اس پیشگوئی کا مصداق ہو

توجب اُنھون نے اُسکے حمل مین ہونے کا اشتہار دیا تھا۔ چنانچہ عبارت صفحہ ۱۵ ضمیمہ انجام آتھم مین ذکر ہے۔) تو اُسکے اشتہار مین کیون نہ کہا کہ وہی لڑکا آتا ہے۔ جسکا پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین وعدہ تھا۔ اور جب وہ لڑکا ہوا تھا۔ تو کیون آپنے اشتہار نہ دیا۔ کہ وہ الہامی و آسمانی لڑکا پیدا ہوگیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے الہامی لڑکے بشیر کا (جو فوت ہوگیا ہے۔) اشتہار دیا تھا۔

تیسرا سوال یہ کہ اپ اس لڑکے مین وہ علامات و صفات جو اس الہامی لڑکے کی ہین۔ ثابت کردین۔ اور ہرگز نہ کرسکین گے۔ اگرچہ اعلےٰ سے اسفل تک زور لگا دین۔

ہم اس الہامی لڑکے کی صفات جو آپ کے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء مین بیان ہوئی ہین۔ اور صفحہ ۱۴ و ۱۵ ضمیمہ انجام آتھم مین وہ صفات اڑا دی گئی ہین بیان کرتے ہین۔ اور ان صفات پر از خود نمبر لگاتے ہین۔ اور منتظر ہین کہ مرزا صاحب ہمارے پہلے دو سوالون کا جواب کافی دیکر ان صفات کو موجودہ لڑکون مین سے کونسے لڑکے پر منطبق کرتے ہین۔ اور اسکے کیا دلیل بیان کرتے ہین پھر اسکے جواب اور اثبات عدم انطباق مین قلم اٹھائینگے انشاءاللہ تعالےٰ۔

وہ صفات یہ ہین جو آپ کی عبارت اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے نقل کیے جاتے ہین۔ آپ لکھتے ہین۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ (۱)۔ اور پاک (۲) لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک (۳) زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل کا ہوگا خوبصورت (۴) پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اسکا نام عنموایل (۵) اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدس (۶) روح دیگئی ہے۔ اور وہ رجس (۷) سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے مبارک (۸) وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ

آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ[۹] اور عظمت[۱۰] اور دولت[۱۱] ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔
اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتونکو بیماریوں[۱۲] سے صاف کرے گا۔
وہ کلمۃ اللہ[۱۳] ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔
وہ سخت ذہین[۱۴] وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم[۱۵]۔ اور علوم[۱۶] ظاہری و باطنی سے پُر
کیا جائے گا۔ اور وہ تین[۱۷] کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے)[ل]
دو شنبہ[۱۸] ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر
مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جسکا نزول بہت مبارک

[ل] الہام آپ خود تصنیف کریں۔ اسکے معنے گھڑ کر اسمیں آپ ڈالیں۔ پھر اسکے معنے سمجھ میں نہ آنے کے کیا معنے۔ حضرت اسکے معنے تو آپ نے گھڑے ہوئے ہیں۔ پر اسوقت ظاہر اسواسطے نہیں کئے تھے کہ جیسا موقعہ پائینگے ویسے معنے بنا کر اسمیں ڈال دینگے۔ جب پہلی دفعہ لڑکا بشیر عمنوائیل پیدا ہوا تو اسکے معنے آپنے نہ بتائے کہ پہلے تین (دو) اولاد لڑکے فضل احمد و سلطان احمد۔ اور ایک لڑکی جو غلطی سے الہامی لڑکے کی جگہ آگئی تھی) موجود ہیں۔ اب یہ چوتھا لڑکا آیا ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہے۔ (یہ تشریح آپ کی اس خط میں ہے۔ جو اصل منشی یا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے پاس ہے۔ اور اس کی نقل دستخطی مولوی احسن مصدقہ مولوی محمد بشیر صاحب میرے پاس موجود ہے)۔ اور جب وہ لڑکا فوت ہوا۔ اور اُس معنے کرنے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور موجودہ تین لڑکوں کے بعد بی بی کو حمل ہوا تو اسکے معنے یہ گھڑ لئے گئے کہ جو پہلے تین لڑکے محمود بشیر اور شریف۔ موجود ہیں (پہلی بی بی کے لڑکوں سلطان احمد کو اور فضل احمد کو تو اسلئے ذکر نہیں کیا کہ انکو آپ نے عاق کرکے اولاد سے خارج کیا تھا۔ لڑکی جو دامی محبوبہ بی بی سے پیدا ہوئی ہے اور موجود ہے کیوں شمار نہ ہوئی۔ جیسے پہلے لڑکے

اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہو گا - نور آتا ہے - نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا - ہم آسمیں اپنی روح ڈالیں گے - اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہو گا (۱۹) وہ جلد جلد بڑہے گا - اور (۲۰) اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا - اور (۲۱) زمین کے کنارون تک شہرت پائیگا - اور (۲۲) قومیں اس سے برکت پائینگی - تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کیطرف اُٹھایا جائیگا - وکان امرا مقضیا -

ان تینوں پیشگویون کے جھوٹے ہونے - خصوصًا پیشگوئی سوم کے بار سوم چہارم کے جھوٹے سے کس و ناکس کو یقین ہے کہ اگر پیشگو متعلق قتل لیکھرام سچی اور مطابق بیان ثابت ہوتی تو بھی وہ بشہادت وجہ اول (جسکے تسلیم میں مرزا صاحب کو بھی کلام نہین) الہام متصور نہ ہوتی - اس صورت مین وہ ایک نجومی یا جوتشی یا جفری وغیرہ کی پیشگوئی تسلیم کیجاتی -

نقل ضمیمہ صفحہ (۲۰)

کی باری وہ شمار کی گئی تھی - اس سوال کا جواب آپ دینگے تو ہم آپکے ممنون ہونگے -)

اب یہ چوتھا لڑکا آئیگا وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا - اب جو لڑکی پیدا ہو گئی ہے - تو یہ معنے بھی خطا گئے - دیکھئے آئندہ کون سے معنے گھڑے جاتے ہیں - ایک معنے اس کلام کے ہم کو الہام ہوئے ہیں پسند ہوں تو وہ بھی قبول کر لئے جاوین - وہ یہ ہین کہ پہلے آپ رسالہ توضیح المرام میں تثلیث کے قایل ہو چکے ہین یعنے - باپ - خدا) بیٹا - (مرزا غلام احمد) روح القدس (۳)۔

پھر جب وہ الہامی لڑکا آئیگا - جو کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہو گا - تو وہ تثلیث کی تربیع کر دیگا یعنے باپ - بیٹے - روح القدس تینوں کے بعد چوتھا ایسا شخص آئیگا جو ان تین کو چار کر دیگا - وہ خدا بھی ہو گا اور وہ آپکا بیٹا - اور بڑے خدا کا پوتا بھی کہلائیگا - ذرا انصاف سے وادینا ہم نے کیسے عجیب معنے بتائے ہیں سے گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭

دوسری وجہ (جو خاصکر مسلمانون مین تسلیم کیجاتی ہے۔ اور ان ہی کی فہمایش استمقام میں ہم کو منظور ہے۔) یہ ہے کہ اہل اسلام میں صاحب الہام وہی شخص ہو سکتا ہے جو مسلمان ہو۔ اور مسلمانوں میں اکمل اور اعلے درجہ کا متقی ہو یعنے عقاید صحیحہ کا ملہ رکھتا ہو اور اخلاق سنیہ فاضلہ جیسا کہ پانچ خطبہ میں بصفحہ ۳۴۳[لہ] وغیرہ نمبر ۱۲ جلد ۱۷ بیان ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے دس فتوائے علماء ہندوستان و پنجاب میں جو الہامی صاحب کے حق میں رسالہ نمبر ۵ وغیرہ جلد ۱۳ میں شایع ہو چکا ہے۔ یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ اور مرزا صاحب مسلمانون کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور عقاید کفریہ رکھتے ہین۔ اور اخلاق سیئہ سے مجسم ہیں۔ ذرا سی بات سے جوش میں آکر مسلمانونکو گالیان دینے اور فحش بکنے میں وہ بازاریونکو مات کر رہے ہیں۔ پھر وہ مسلمانون کے نزدیک الہام اور الہامی پیشگوئی کے محل و مصدر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ان اعتقادات اور اخلاق کے ساتھ وہ مسلمانون کو ہزار پیشگوئی سچی کر دکھاوین۔ لاکھ کرامات ظاہر کرین دریا کو الٹا بہاوین۔ ہوا میں اڑنے لگ جائین۔ پانی پر سوکھے پاؤں چلین۔ وہ ان کو ایسے افعال سے ولی اور الہامی نہ مانیں گے۔ اور انکے ایسی پیشگویون کو نجومی یا کاہنون یا جفریون کی پیشگوئی سمجھیں گے۔ اور انکے ایسے افعال خارق عادات استدراج یا مسمریزم یا ہتھ ناٹک خیال ہونگے۔

سوال سوم کا حل و جواب

یہ پیشگوئی صادق اور اپنے بیان کے مطابق نکلتی۔ اور الہامی تسلیم کیجاتی تو اس سے اسلام و مسلمانون کو سخت مضرت پہنچتی۔ اور اسلامی دنیا میں گمراہی پھیلتی۔

خدا نے اسلام پر رحم اور مسلمانوں پہ کرم کیا۔ کہ اسکو جھوٹا کر کے مسلمانون کو اس کی مضرت سے بچالیا۔ الہامی صاحب نے تو اسی پیشگوئی کو ہندوؤں پر اسلام کی فتح قرار

لہ یہ نمبر صفحہ خطبہ جدا گانہ میں ۱۲۷ ہے ۱۲

دیا ہے۔ اور اشتہار ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء وغیرہ میں کہا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی ہے۔ اور فریقین نے سچی نیت سے اپنے خدا پر توکل کرکے دونو مذہبوں کے پرکھنے کے لئے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی دینے جو اس پیشگوئی نے کردیا ہے۔) مگر مسلمان خوب سمجھتے ہیں۔ کہ یہ الہامی صاحب کا مکر محض فریب اور ٹکے کمانے کا ایک وسیلہ × × حضرات ناظرین! الہامی صاحب نے عام اہل اسلام کے پھنسانے کے لئے یہ دام پھیلا رکھا ہے۔ کہ آپنے ہر ایک امر میں تائید اسلام کا دعوے اور اپنی ہر ایک چیز میں اسلام یا ہادی اسلام علیہ السلام یا انکی کتاب قرآن وغیرہ کا نام داخل کر رکھا ہے۔

سب سے پہلا آپ کا دام کتاب براہین احمدیہ میں بھی اسلام اور قرآن کا نام داخل ہے۔ ایسا ہی اکثر تصانیف و رسائل اشتہارات میں اسلام کا نام شامل ہے فتح اسلام۔ انوار الاسلام۔ وغیرہ وغیرہ حتےٰ کہ مطبع کا نام بھی ضیاء الاسلام ہے۔ اور جو مضامین آپ ان کتابوں اور رسائل و اشتہارات میں شائع کرتے ہیں۔ ان میں بھی نعط اسلام اور قرآن اور دین کی حمائت کا دعوے ہے۔ کسی مخالف اسلام سے مقابلہ ہوتا ہے تو وہ بھی اسلام کی طرف سے اور اُسکے وکیل بن کر ہوتا ہے۔ جس سے آپ کا مقصود اصلی اور مطلب دلی زرطلبی ہے ؎ این ہمہ از پے آنست کہ زر مے طلبی ؛ ۔ جو کیقدر حاصل بھی ہوگیا ہے۔ کئی عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے آپ کے دام میں آپھنسے ہیں۔ اور وہ یقین کر بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت اقدس اسلام پر فدا ہیں۔ مخالفین اسلام سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کر رہے۔ رات دن اسی شغل حمائت اسلام میں لگ رہے ہیں۔ اُن پر فدا ہو جاؤ۔ اور اپنے مال اور جان اور زن و فرزند کو اُن کے ملک کردو۔ جس سے انکا کام چل رہا ہے۔ اور ہزارہا روپیہ آتا ہے جسکا اظہار وہ اپنی اکثر تحریرات میں کرتے ہیں۔ اس خیال اور اعتقاد والے دام افتادہ آپکے تو آپ کی

اس پیشگوئی کو اور ہر ایک پیشگوئی کو اسلام کی نصرت سمجھتے ہیں۔ مگر آپ کی حقیقت فیصلس اور اسلام کی اصلی حقیقت سے واقف یقیناً جانتے ہیں۔ اور اس یقین کو وہ ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ آپ اسلام کے مقابلہ میں ایک نیا دین کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ اور موجودہ اصول مسائل اسلام کو ملیامیٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ در پردہ نہیں بلکہ علانیہ مدعی نبوت ہیں۔ آنحضرت کی ختم نبوت کو توڑ کر خود نبی بلکہ رسول اور وہ رسول احمد جن کی حضرت عیسےٰ خبر دے گئے ہیں۔ بن بیٹھے ہیں۔ انبیاء کے معجزات سے انکاری ہیں اور اپنے معجزات کے اشتہاری۔ حضرات انبیاء پر ملائکہ کے نازل ہونے اور آسمان سے وحی لانے سے منکر ہیں۔ اور اپنے لئے آسمانی وحی کے مقر و مثبت۔

قرآن اور حدیث کے ان معانی اور حقائق کو جو آنحضرت اور اُنکے اصحاب و تابعین و تبع تابعین سمجھے تھے۔ خلاف نیچر و قانون قدرت سمجھ کر ان میں ایسی تاویلات کرتے ہیں۔ جو آنحضرت اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے قرارداد کے مخالف ہیں اور مذاہب فلاسفہ و ملاحدہ اور زندیقوں کے مطابق ہیں۔ ان باتوں کی تفصیل اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ لغایت جلد ۱۷ میں بخوبی ہو چکی ہیں۔ لہذا اس مقام میں تفصیلی حوالجات کی حاجت نہیں ہر آپکے دام میں جو پھنستا ہے۔ اور وہ آپکا پیرو بن جاتا ہے۔ وہ اسلامی عقاید کو خیرباد کہتا ہے۔ اور آپ کی تقلید کا ربقہ اطاعت گردن میں ڈال لیتا ہے۔ نام کا وہ مسلمان رہتا ہے۔ مگر اسلامی کاموں اور فرائض کے ادائے سے سبکدوش ہو جاتا ہے جھوٹ بولنا۔ اور مسلمانوں کو بُرا کہنا۔ اُسکا شعار ہو جاتا ہے۔ اور تکذیب اصول مسائل

سلہ اتباع و مریدان الہامی قتال میں سے جس شخص کو ہم نے دیکھا اور اس سے ہمکو سابقہ پڑا اُسکو ہم نے ایسا ہی پایا ہے۔ جھوٹ بولنا تو اُسکا ایسا خاصہ لازمہ ہے جیسے حبشی کو سیاہی۔

جس شخص کو ہمارے اس دعوے کے صدق میں تامل ہو۔ وہ لاہور۔ امرتسر۔ بٹالہ سیالکوٹ۔ جموں۔ بھیرہ۔ وغیرہ کے مرزائیوں میں سے جس شخص کا نام ہے۔ ہم سے اُسکے اکاذیب کی فہرست سُن لے۔

قدیمہ اسلامیہ سکا دثار اس سے ناظرین خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اگر یہ اُسکی پیشگوئی سچی ہوتی تو ہزاروں ناواقف مسلمان انکو ولی پیغمبر مان کر انکا اتباع اختیار کر لیتے۔ اور پہلے دام افتادگان کیطرح احکام اسلام کو سلام کر کے تکذیب اصول و مسایل اسلام میں اپنے مرزائی بھائیوں کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر کرم کیا۔ کہ اس پیشگوئی کو جھوٹا کیا۔ اور مسلمانوں کو اُسکے دام میں پھنسنے سے بچالیا۔

ہمارا یہ جواب سوال سوم سُنکر الہامی صاحب ہمکو خوب کوسینگے۔ اور صلواتیں سُنائیں گے۔ اور اس جواب کے جواب میں کہیں گے (چنانچہ پہلی تحریرات و رسایل میں کھ چکے ہیں۔) کہ یہ سب جھوٹ و افترا ہے۔ ہم کو کوئی نیا دین قائم کرنا منظور نہین۔ اور

یہ جھوٹ بولنا۔ گویا انکے مذہب کا جزء ہے۔ جیسے فرقہ خطابیہ کے مذہب کا جزء جو نصرت مذہب کے لئے جھوٹ بولنے کو مباح سمجھتے ہیں۔

(دولہ) لفظ حصہ تبصیر

اسمقام مین اسکی ایک تازہ مثال دروغ گوئی کی ذکر کیجاتی ہی جس سے لاہور کے جملہ مرزائیونکا حال ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے۔ ان دنوں ایک صاحب ٹرکی کے نائب سفیر متعینہ کراچی لاہور مین تشریف لائے۔ تو یہ خاکسار انکے فرودگاہ پر انکے ملاقات کیلئے پہنچا۔ وہاں جملہ مرزائیان لاہو کو مجتمع پایا۔ نائب صاحب نے مجھ سے قیام مکہ مکرمہ کی بابت عربی میں سوال کیا میںنے عربی میں یہ مختصر جواب دیا اقمت بہا ستۃ اشہر یعنے میں مکہ مکرمہ میں چھ مہینے ٹہرا تھا۔ جسپر نائب صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ مولوی صاحب کتاب کے موافق عربی بولتے ہیں (یعنے عوام اور بازاریون کی مانند نہیں بولتے۔ عام لوگ اقمت کی جگہ سکنت بولتے ہیں۔

اسپر حضرات مرزائیان لاہور کے بازارون میں اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے اسکول میں جہان انکو دخل ہے، متفرقانہ گپیں اوڑا رہے ہیں۔ ہمکو انکی نقل کی ضرورت نہین دیکھنے شائید حضرت اعلےٰ ان کاذبون کے امام انکا ذکر کسی اشتہار میں کرین۔

اسوقت ہم بھی کچھ کہینگے اور ثابت کرینگے کہ جو فقرہ ہمنے کہا تھا وہ محاورہ قرآن اور حدیث

یعنی عربی زبان میں لفظ اقمت اس موقعہ پر بولنا سکنت سے فصیح تر ہے ۱۲

نہ کسی اصول مسلمہ قدیمہ سے انکار ہے ہم ہر ایک حکم اسلام کو مانتے ہیں۔ جسکو تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔ × × اسکے جواب میں کمال ادب و عجز سے پیشگی التماس ہے۔ کہ پھر آپ کسی مجلس میں مباحثہ کرکے اس امر کا کیوں تصفیہ نہیں کر لیتے جب سے آپ نے فتح اسلام توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ آئینہ کمالات وغیرہ رسائل نکالے ہیں۔ تب سے آپکو مباحثہ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ آپ نے ہمیشہ شروط کی پناہ لے کر اس سے انکار کیا۔ جب اقرار کیا تو صرف اس مسئلہ میں بحث کرنے کا اقرار کیا۔ کہ "حضرت مسیح زندہ ہیں۔ یا فوت ہوگئے ہیں"۔ ایسا ہی آپ کے حواریوں والضار سے وقوع میں آیا۔ (یہ امر جلد ۱۳ و ۱۴۔ اشاعۃ السنہ کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے) یہ کبھی خود حضرت سے یا آپ کے اتباع سے نہ ہوسکا کہ آپ اپنے عقائد کفریہ میں بحث کرتے۔ اور اُنکا اسلام ہونا ثابت کر دکھاتے۔ بعض تحریرات و رسائل میں آپ اور آپ کے انصار ان باتوں سے انکار ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ تحریرات آپکی پہلی تحریرات متضمن کفریات کے حال کو ظاہر نہیں کرتیں۔ اور نہ ان متناقض تحریرات کو سبھی لوگ پڑھتے۔ اور اپنی لیاقت سے انکا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور انکے مقابلہ میں تحریرات فریق ثانی کو تو آپ کے اتباع ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ پھر ان باتوں کا تصفیہ ہو تو کیونکر ہو۔ ۞۔

مدت سے آپ نے مباحثہ کو قطعی موقوف کر دیا اور اسکی سند میں ایک یہ الہام گھڑ لیا۔ یا علی دعھم وانصارھم ونہ اعتھو یعنے اے علی (اپنے نفس نفیس کو مراد بتاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام ابن عم اور ختن رسول اور زوج بتول کو دیکھو۔ اور آپ کے مُنہ کو ذرا قادیان میں جا کر دیکھو۔ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭) تو ان مولویوں اور اُنکے پیروُں کو چھوڑ دے۔ یعنے ان سے بحث و خطاب نہ کر) اور بجائے مباحثہ تصفیہ مسائل کے لئے مباہلہ کو وسیلہ بنایا۔ مگر

مباہلہ کا جو صوفی عبد الحق غزنوی سے بمقام امرت سر کیا کوئی اثر عوام پر ظاہر نہ ہوا۔ جس سے آپ کا مسلمان ہونا آپکے مخالفوں کو معلوم ہو جاتا۔ تو اس مباہلہ کو سخت شروط قیود کے ساتھ مشروط و مقید کر دیا تاکہ نہ وہ شرطیں وقوع میں آویں۔ اور نہ مباہلہ واقعہ ہو۔ چنانچہ مضمون جواب مباہلہ میں جو نمبر ۳ جلد ہذا میں ہے مفصل بیان ہوا ہے پھر فرماویں۔ ان مسائل کا تصفیہ ہو تو کیونکر ہو۔ اور عام لوگوں کو کیونکر معلوم ہو۔ کہ آپ دعوے اسلام میں سچے ہیں یا آپ کے مکفر و مخالف تمام ہندوستان و پنجاب کے مولوی (جو یہ کہتے ہیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں۔ اور آپ کے فلان فلان عقائد کفریہ و ملحدانہ ہیں۔) اس سوال کا جواب آپ ہی انصاف سے دیں۔ ہم کچھ نہیں کہتے ہیں۔

خلق خدا پر رحم کریں۔ یا بازیاں چھوڑ دیں۔ یا مسلمانی قبول کریں۔ اور عقائد کفریہ ملحدانہ سے تائب ہو کر تجدید ایمان کریں۔ یا ان عقائد کا کفر نہ ہونا مباحثہ سے یا مباہلہ سے آپ ثابت کر دیں جسمیں آپ کو اگر اور مگر اور لیکن اور ممکن کہنے کی حاجت نہ پڑے۔

اس پیشگوئی کے متعلق قتل لیکھرام کیساتھ اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء آپنے اور بھی بعض پیشگویاں بلا تعلق و بے وجہ مناسبت ذکر کی ہیں۔ جسمیں کسیکو ہامان بنایا کسی کو ابو لہب اور اپنی تقریر جلسہ مذاہب کا سب تقریروں پر غلبہ ظاہر کیا۔ اسمقام میں ہم ان پیشگوئی پر بحث کرنے کو اجنبی اور فضول سمجھتے ہیں۔ خدا نے چاہا تو آپ کی تقریر جلسہ مذاہب کی قلعی مضمون جواب ضمیمہ آتھم میں کھولینگے۔

حصہ دوم

الہامی صاحب نے جو ان اشتہارات میں قتل لیکھرام پر انسانی ہمدردی کی راہ سے رنج و افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور اس امر کا دعوے کیا ہے۔ اگر وہ ہماری ہمدردی سے بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ اور اسکے قاتل کی نسبت لکھا ہی۔ کہ گورنمنٹ کا فرض ہی

کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے اسکو پھانسی دے۔ بدتر سے بدتر سزا کے ساتھ اسکو تنبیہ کرے''
اسمیں آپنے گورنمنٹ اور پبلک کو دہوکہ دیا ہے۔ اور اس سے یہ جتایا ہے کہ اُس کے
قتل میں میری سازش ناممکن امر ہے۔ میرے خیال میں تو وہ شخص ہمدردی کے لائق تھا۔
اور اُسکا قاتل نابکار لائق سزا تھا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس قتل میں میری سازش ہو۔
سازش قتل کی بابت ہم کچھ نہیں کہتے۔ الہامی صاحب کے اظہار ہمدردی اور
قاتل کو برا کہنے کی بابت ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں آپ نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے ان الہامات
کا خلاف کیا جنمیں یہ بیان ہے۔ کہ اُسکو قتل کرنے کے لئے خدا نے کسی انسان کے دل کو
اُبھارا۔ اور خدا نے اُسکے دل پر آسمان سے وحی نازل کی۔ اور ایک منامی الہام میں
جسکو الہامی صاحب نے رسالہ برکات الدعا کے آخری صفحہ کے حاشیہ میں بیان کیا ہے
اور وہ صفحہ ۶ نمبر ۲ جلد ہذا میں منقول ہوا۔ اس قاتل کو ایک فرشتہ قرار دیا ہے۔ ان
الہامات میں صاف تصریح ہے۔ کہ قاتل کوئی صاحب وحی الٰہی انسان تھا یا کوئی فرشتہ
آسمانی۔ اب الہامی صاحب اگر دل سے قاتل کو نابکار خونی اور لائق سخت سزا سمجھتے ہیں۔ اور
اس قاتل سے لیکھرام کو بچانے کے لئے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو انکے الہام جھوٹے ہیں
اور اگر وہ الہام سچے ہیں تو انکا وہ کلام جھوٹا ہے جسمیں اُنہوں نے ہمدردی کا اظہار کیا
اور قاتل کو برا کہا۔ و نیز اگر واقعہ میں مقتول سے آپکو انسانی ہمدردی ہے جو آپ کے بغیر
کسی مسلمان کو نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ کسی مسلمان کو اُسکے قتل سے رنج و افسوس نہیں
بلکہ باوجودیکہ قتل کے فعل اقدام قتل سے انکو اتفاق نہیں جس کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔
اس فعل کے نتیجہ سے وہ خوش ہیں کہ خوب ہوا۔ ایک ایذا رسان مسلمانان جو انکے پیغمبر کو گالیاں
دیتا تھا مارا گیا۔ اس نتیجہ سے رنج ہے۔ تو الہامی صاحب کو ہے۔ جو درحقیقت خدا و رسول
کا دشمن ہے۔ تو اب وہ اس قاتل نابکار کا اپنے الہام سے پتہ بتاوین۔ اور اسکو بدتر سے
بدتر سزا دلوانے سے اُسکے وارثوں سے ہمدردی پوری کرین۔ یہ امر آپ سے نہ ہو سکے گا

تو گورنمنٹ اور پبلک یہ جان لے گی کہ اس اظہار ہمدردی۔ اور ان الہامات میں آپ گورنمنٹ اور پبلک کو دھوکھ دے رہے ہیں۔ رہا یہ کہ اس دھوکھ دہی کے ساتھ وہ الزام سازش قتل سے بری ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ سو ہم نہیں جانتے۔ کیونکہ ہم قانون نہیں پڑھے۔ ۔

حصّہ سوم

الہامی صاحب نے عریضہ بسمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں جو لکھا ہے۔ کہ "میں ۱۷ برس سے گورنمنٹ کی اس پولیٹکل خدمت میں مصروف ہوں کہ میں نے گورنمنٹ سے جہاد جائز نہ ہونے کی بابت بیسوں کتابیں عربی فارسی اردو میں لکھی ہیں۔ اور میں نے گورنمنٹ کی رعائت وحمایت کیلئے ایک جماعت تیار کی ہے۔ جو گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں کام آنیوالی ہے۔ اور مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ کہ جبتک تو اس گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ تب تک گورنمنٹ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیگا۔ اور اس سے پہلے اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیئے۔ کہ اس کے ملک میں اور اس کی بادشاہت میں خدا اپنے بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے۔ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین کے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں" یہ سب زور وفریب وافترا ہے۔ جس سے آپ گورنمنٹ کو دہوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اور اس افترا سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آپکو خدا تعالے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ خدا تعالے کے مخاطب وملہم ہرگز نہیں ہو سکتے۔ آپ کا پولٹیکل خدمت کرنے اور ممانعت جہاد کے رسالے شائع کرنیکا دعوے اسلئے زور وفریب اور دہوکھ ہے کہ آپ کی کتاب آئینہ کمال جسکا

دوسرا نام دافع الوساوس ہے۔ کے صفحہ ۶ کا وہ فقرہ کہ۔ نافرمان انسان کمال اور جان

انکے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالے کو اختیار ہوتا ہے

کہ چاہے تو بلاواسطہ رسولوں کے ان فرمانوں کی مالوں کو تلف کرے۔ اور اُن کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچاوے۔ یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلے قہری نازل کرے۔ ایک ہی بات ہے۔ ان تمام رسائل کو ملیامیٹ کرتا ہے۔ اور انپر پانی پھرتا ہے اور بتارہا ہے کہ جسوقت آپکی جماعت کامل قوت پکڑ لے گی اور کثرت کو پہنچ جائیگی اسوقت آپ گورنمنٹ کے مال و جان پر ہاتھ صاف کرینگے۔ آپ تو بلاواسطہ رسولوں کے انکی ہلاکت کو تجویز کرچکے۔ اور جسحالت میں آپ خود مدعی رسالت بھی ہیں تو پھر اُنکے ہلاک کرنے میں بجز تکمیل جمعیت کیا کسر و توقف ہے۔

آپکی جماعت میں ہم کو کئی آدمیوں کا علم ہے کہ وہ آپکو امام وقت اور خلیفہ مہدی سمجھکر آپکے پیرو ہوئے ہیں۔ اور وہ اس امید پر بیٹھے ہیں کہ وہ دن جلد آتا ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کرینگے۔

پیشگوئی میعادی ہشت سال انکے امید کا ذریعہ ہے جسکی طرف ہم گورنمنٹ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم نے اس فقرہ آئینہ کمالات کو اپنے رسالہ میں کئی دفعہ کوٹ کیا (نقل کیا) ہے۔ الہامی صاحب نے اسکا جواب تو کبھی کچھ نہیں دیا۔ ہاں ہمارے اس خیال کے مقابلہ میں ہمارے ریویو براہین احمدیہ کی عبارت رسالہ نمبر۶ جلد۷۔ اشاعۃ السنہ سے نقل کرکے آپنے گورنمنٹ کو جتایا ہے۔ کہ یہ شخص (خاکسار) اپنے ریویو مذکور میں ہمارے طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن و بے فکر کرچکا ہے۔ اب اسکے برخلاف اسکے قول و خیال کا کیا اعتبار رہے۔

اسکا جواب یہ ہے۔ کہ خاکسار نے اسوقت گورنمنٹ کو آپ کی طرف سے مطمئن کیا تھا۔ جبکہ آپنے موعود مسیح اور مہدی ہونیکا دعوے نہیں کیا تھا۔ اور اس اطمینان کی ایک یہ دلیل بیان کی تھی کہ آپ مغل ہیں اور امام مہدی کا سید ہونا مسلم ہے۔ لہذا ممکن نہیں کہ آپ مہدی ہونیکا دعوی کریں۔ آپنے میری اس دلیل اور خیال کو توڑ کر مہدی ہونیکا بھی دعوے کرلیا۔ تو آپ میرے اس خیال کے محل کیونکر رہ سکتے۔ اور

اس ریویو کے مضمون سے کیونکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اور آپ کی طرف سے گورنمنٹ کیونکر مطمئن ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں تب ہی سے گورنمنٹ کو جتا رہا ہوں۔ کہ یہ شخص محل خوف ہے۔ اس سے گورنمنٹ کو مطمئن نہ رہنا چاہیئے۔ اور اب یہ میرے اس ریویو کا محل نہیں رہا۔ اب یہ کچھ کا کچھ بن گیا ہے۔ اب یہ وہ مرزا غلام احمد نہیں رہا۔ جسکی طرف سے مینے ریویو میں گورنمنٹ کو مطمئن کیا تھا۔

ہمارا گورنمنٹ کو بار بار یہ امر جتانا مخبری نہیں ہے۔ (جیسا کہ الہامی صاحب نے رسالہ شہادت القرآن کے اخیر میں دعوے کیا ہے) بلکہ اپنی کلام سابق کی تشریح و توضیح ہے۔ اور اسکا استدارک و تدارک ما فات ہے۔

مخبری کرنا آپ جیسے الہامی مقدسوں کا کام ہے۔ چنانچہ تجویز تعطیل جمعہ میں آپ سے وقوع میں آیا ہے۔ اور آپنے مسلمانوں میں سے باغیان گورنمنٹ کی فہرست تیار کرنیکا گورنمنٹ کو وعدہ دیا تھا جسکا ذکر ہمارے رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۶ میں صفحہ ۳۷۰ سے صفحہ ۳۷۴ تک ہوا ہے۔

آپ کا یہ الہامی دعوے کہ گورنمنٹ کی حفاظت کا باعث آپ کا وجود و دعا و برکت ہے محض دروغ و مغالطہ ہے۔ آپ ایسے ہوتے اور یہ الہام خدا کیطرف سے ہوتا جو گورنمنٹ کو آپنے سنایا ہے۔ تو آپ گورنمنٹ کو یہ کہتے۔ کہ موجودہ فوج جو سرحد کی اور ملک کی حفاظت کے لیئے گورنمنٹ نے رکھی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ وہ بھی موقوف کر دے۔ میرے ہوتے کسی فوج کی حاجت نہیں۔ آپنے اسکا عکس کیا۔ اور گورنمنٹ کے آگے ہاتھ جوڑے۔ اور سر پاؤں گر گرایا کہ گورنمنٹ مجھے قاتلوں سے بچائے۔ اور میری حفاظت کے لیئے قادیاں میں پولیس بھیجدے۔ ورنہ میری جان نہ بچے گی۔ میں چلا۔ میں مرا۔ گورنمنٹ میری جان رکھ لے۔

اور اگر خدا کی طرف سے آپکو وہ الہام ہوتا۔ اور ایسے ہی اور الہام۔ جو صفحہ (۴۲) میں آپ سے منقول ہو چکے ہیں۔ تو آپ گورنمنٹ کے آگے ہاتھ نہ جوڑتے جیسا کہ آپنے عبداللہ آتھم پر الزام خلاف واقعہ کی علت سے نالش نہ کرنے کیوجہ رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں یہ بیان کی ہے۔ کہ "جسحالت میں آسمانی عدالت سے ہمیں یقین دلایا گیا تھا کہ عبداللہ آتھم عنقریب آسمانی وارنٹ سے گرفتار کیا جائیگا۔ تو پھر ہمیں کونسی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالت کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگرداں کرتے"۔ آپکے اس قول کی رو سے آپ کی درخواست حفاظت گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی جھوٹی خوشامد پر یہ سوال وارد ہوتا ہے۔ کہ جس حالت میں خدا تعالے نے الہامات مذکورہ بالا میں آپکو حفاظت کا وعدہ دیدیا تھا۔ بلکہ آپ کے وجود باجود کے ذریعہ اور طفیل سے گورنمنٹ کو حفاظت کا وعدہ دیدیا تھا۔ تو پھر آپ گورنمنٹ انگریزی کے دروازہ پر کیوں سرگردان ہوئے۔ اور کیوں ہاتھ جوڑے۔؟ حضرات ناظرین!۔ آیت حفاظت واللہ یعصمک من الناس جسکے اپنے حق میں نزول کا الہامی صاحب کو دعوے ہے۔ جب آنحضرت پر نازل ہوئی تو آپ نے اس باڈی گارڈ (حفاظت جان کا پہرہ) کو جو آپ پیشتر رکھوایا کرتے تھے۔ اُٹھوا دیا۔ اور صاف فرما دیا۔ تم سب اُٹھ جاؤ۔ خدا نے میری حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر جلد صفحہ میں بیان ہوا ہے۔ مگر الہامی صاحب نے اسکے برعکس اس آیت کے نزول اور دیگر بشارات و الہامات حفاظت کے نزول کے بعد گورنمنٹ سے پہرہ کے سوال کیا۔ اور جب گورنمنٹ نے اس سوال کو لغو و فضول سمجھ کر قبول نہ کیا تو آپ نے اپنے وظیفہ خواروں سے پہرہ مقرر کر دیا۔ جو راتدن آپ کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ امر صاف اور قطعی دلیل اس امر پر ہے کہ وہ الہامات نہیں محض ڈھکوسلہ اور من گھڑت افترات ہیں۔ × × الہام عریضہ میں یہ بھی آپنے گورنمنٹ کو جتایا ہے۔ کہ جسقدر گورنمنٹ کو فتوحات ہوئے ہیں۔ میری ہی طفیل سے نصیب ہوئے۔

اور ہیں گورنمنٹ کی سلطنت کیلئے بمنزلہ جز ہوں - اور جب تک ہیں اس سلطنت میں ہیں ان سلطنت کو تکالیف سے امن رہیگا - اسپر ہم بہی صاد کرتے ہیں - اور گورنمنٹ کو صلاح دیتے ہیں - کہ وہ الہامی صاحب کی ایسی حفاظت ضرور کرے جیسی اپنی جان کی کر رہی ہے کسی مفسدہ کے خوف سے انکو زنگوں ہیں یا اپنی حدود سلطنت سے خارج کرنے کا کبھی اور ہرگز قصد نہ کرے - جب یہ ہندوستان یا برٹش سلطنت سے نکلے جائینگے - تو پھر گورنمنٹ کی بھی خیر نہ ہوگی -

گورنمنٹ اپنی خیر چاہتی ہے - تو اس ناقۃ اللہ کو حفاظت سے رکھے - آپ کی گورنمنٹ کو یہ بشارت گورنمنٹ کو ایک قسم کی دہمکی ہی ہے - جیسیکہ اور مخالفوں مقتول لیکھرام عبداللہ آتہم وغیرہ وغیرہ کو آپنے دہمکیاں دی ہیں - وہ اور رنگ میں ہیں یہ اور پیرایہ میں - گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ اس دہمکی سے ڈر جائے - اور اس شعر پر عمل کرے - ؎

در بیشہ گماں مبر کہ خالی است ✤ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اور اس دہمکی کے لحاظ سے الہامی صاحب کی ضرور حفاظت کرے - بہتر تو یہ ہے کہ انکو گورنمنٹ ہاوس لاہور ہیں یا شملہ یا کلکتہ - کے ایک کمرہ میں مقفل کرکے رکھے - یہ نہو سکے تو خاص آپ کے مسکن دارالامان قادیان شریف ہیں آپ کی حفاظت و نگرانی کے لئے پولیس مقرر کردے - اور جب کبھی کسی ملک کے الحاق یا اسپر چڑہائی کرنے کا قصد کرے تب بجائے لشکر کے صرف آپ سے دعا کرا لیا کرے - مگر آپ کے اس الہام پر ایک شبہ گذرتا ہے - کہ آپ کا سلسلہ الہامات و برکات کا پچیس برس سے جاری ہے - جسمیں آپ خاتم المرسلین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی دو برس بڑہ گئے اور اس فضلت اور سبقت کا اظہار اشتہار کرامت مورخہ ۹ مارچ میں کر چکے ہیں* - پھر

* اصل عبارت اشتہار کرامت یہ ہے - اب تو اس کاروبار کا زمانہ اس سچے اور برگزیدہ نبی کے زمانہ کے برابر ہوگیا ہے - جو تیئیس برس اس مسافر خانہ میں رہکر اور ایک

پھر اس عرصہ میں آخری دفعہ سلطنت کابل گورنمنٹ کی انگریزی کے ہاتھ سے کیوں نکل گئی۔ اور اس دفعہ سر کوگناری گورنمنٹ کے نائب اور اعلےٰ افسر کابل میں کیوں قتل ہوئے۔ آپ نے اسکے بچ جانے اور گورنمنٹ کے ہاتھ سے اس سلطنت کے نکل نہ جانے کے لئے کیوں دعا نہ کی۔ کیا سابق امیر کابل یعقوب خاں نے کچھ چٹا دیا تھا یا اسوقت الہام کا قبض تھا۔ اسکا جواب آپ شافی نہ دیں تو پھر ہم نہیں کہہ سکتے کہ گورنمنٹ آپسے کیا سلوک کرے۔ کیونکہ یہ پولیٹکل کوسچن (انتظام سلطنت کے متعلق سوال) ہے اور ہم پالیٹکس (انتظامی امور) میں کم دخل رکھتے ہیں۔ اب اسمضمون کو ختم کرتے ہیں۔ مگر ختم کرنیسے پہلے درخواست یا مشورہ دینے سے نہیں رہ سکتے۔ کہ گورنمنٹ الہامی صاحب کو ایسے الہامات کے ارزاں کرنے اور عام لوگوں کی نسبت الہام بازی کرنے سے روک دے۔ اور اس نعمت کبری اور موہبت عظمی کو اپنے ہی لئے مخصوص رہنے دے۔ اور ریزرو (محفوظ) کرے۔ کیونکہ اور لوگوں کی نسبت تو وہ الہام موت اور قتل ہی کے ہوتے ہیں جس سے بد امنی و ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اور گورنمنٹ کی نسبت فتوحات کے ہوتے ہیں پھر گورنمنٹ انکو کیوں ریزرو نہیں کر دیتی جس سے ملک میں امن ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳)

دنیا کو زندہ کر کے رفیق اعلےٰ کو جا ملا تھا۔ کیونکہ الہامی سلسلہ کو اب پچیسواں سال پڑا ہے۔"

حضرات ناظرین! ۔ آپ نے مسلمانوں سے ڈر کر لفظ تو برابر کا بولا ہے۔ مگر اسکی دلیل یعنے آپ کا یہ قول کہ الہامی سلسلہ کو اب پچیسواں سال پڑا ہے مقتضی ہے کہ آپ آنحضرت کے برابر نہیں۔ بلکہ بڑھ گئے ہیں۔ جیسے عدد بیس ۲۰ سے پچیس ۲۵ کا عدد بڑھا ہوا ہے۔ لو اب کیا پردہ رہا اب تو کھلم کھلا آنحضرت پر فضیلت کا دعوےٰ کر دیا۔ مسلمانو! اب بھی الہامی صاحب کی شان میں شک کروگے۔۔؟

اور گورنمنٹ کی سلطنت کو روز افزون ترقی ہو؎۔

راقم ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

بقیہ جواب رسالہ انجام آتھم وغیرہ

تیسرے رسالہ مباہلہ کا جواب

اس رسالہ کا خلاصہ نمبر ۱۲ جلد ۱۷ میں بیان ہوا ہے۔ اور اُسکا جواب بھی وہاں شروع ہوا تھا۔ اسمقام میں اس خلاصہ کا خلاصہ بیان کر کے شروع سے جواب دیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کو اس جلد کیطرف رجوع کی ضرورت نہ رہے۔

خلاصہ۔ آپ لکھتے ہیں ۶۸ علماء (جنمیں ۲۶ کے نام آخر صفحہ مکتوب عربی میں اور زیادہ کئے تو جملہ ۹۴ ہوئے) اور ۴۸ مشائخ دس دس ملکر مجھ سے مباہلہ کریں کہ اےخدا یہ شخص دعوے الہامات میں کذاب اور کافر ہے۔ ہم جھوٹے ہیں تو ایک سال میں ہلاک ہو جائیں۔ یا اور عذاب یا نقصان مال یا آبرو میں مبتلا ہوں یہ ایک سال کی میعاد کی شرط اسلئے لگائی گئی ہے کہ یہ میعاد مسنون ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا

؎ ہم نے الہامی صاحب کی بارہ سال کی دھمکیوں اور تخویف مجرمانہ کی متضمن پیشگوئیوں کے فہرست مرتب کی ہے جسمیں آپنے ایک سو پنتالیس ۱۴۵ اہل اسلام۔ اور سات عیسائیوں اور بہت سے ہندوؤں وغیرہ کو دہمکایا اور موت یا عذاب سے ڈرایا ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی نظر سے آپ کا لقب خونی مسیح کا مستحق ہونا ان ہی کی اعتراف سے ثابت کیا ہے وہ فہرست انشاءاللہ بہت جلد گورنمنٹ اور پبلک کے ملاحظہ مین گذرے گی انشاءاللہ تعالیٰ شاید اس فہرست کو دیکھکر گورنمنٹ کی توجہ ہو کہ وہ اس خونی ہاتھی کو قابو میں لاوے۔ اور اسکے الہامی قتل عام سے پبلک کو بچاوے۔

قول نصاریٰ نجران کے حق میں لما حال الحول الخ شاہد ہے۔

جواب۔ صوفی عبدالحق غزنوی و مولوی غلام دستگیر قصوری مباہلہ کو تیار نہیں اُنسے اب مباہلہ کیوں نہیں کرتے۔ اسکی وجہ معقول بیان کریں۔ تو بدرجہ سوم میں مباہلہ کو حاضر ہوں۔ مگر اس شرط و تفصیل سے کہ آپ مدعی ہیں کہ میں مسلمان اور ملہم ہوں اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ آپ جیسے اعتقاد اور اخلاق اور اعمال والا کوئی شخص ملہم نہیں ہوسکتا اور نہ آپ کے عقائد جدیدہ اسلامی عقائد ہیں۔ آپ ان دونو خیال و مقال کو ان ہی الفاظ سے بیان کرکے یہ کہدیں۔ اللّٰھم العن الکاذب فی ھذا القول۔ اَے خدا ہم دونو فریق سے جو شخص اپنے قول و اعتقاد میں جھوٹا ہے (یعنے زبان سے وہ بات کہتا ہے جو دل و اعتقاد میں نہیں رکھتا)، تو اسپر لعنت کر اور میں اسکے مقابلہ میں آمین کہونگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کی مباہلہ کے وقت تجویز کیا تھا اور ایسا ہی آپنے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں اپنے رسالہ کو لکہا ہے۔ پس اگر آپ کی اس بددعا کا اثر اسیوقت ظاہر ہوگیا۔ اور جھوٹے پر فوراً عذاب نازل ہوگیا تو آپ سچے ہونگے۔ ورنہ کذاب دجال سمجھے جائینگے۔ اور اسیوقت میرے ہاتھ پر تایب ہوکر از سرنو مسلمان ہونگے یہ شرط اسلئے لگائی گئی ہے اور آپ کی شرط کہ ایک سال میں اثر مباہلہ ظاہر ہونا چاہیئے باطل کی گئی ہے۔ کہ مباہلہ میں کوئی شرط سنت آنحضرت سے ثابت نہیں۔ اور فوری اثر مباہلہ ظاہر ہونا آنحضرت کے ارشاد واجب الاعتقاد سے ثابت ہی۔ لہذا یہ شرط بدعت ہی اور فوری اثر مباہلہ ظاہر ہونا ضروری ہے۔

مسند امام احمد کی حدیث ابن عباس میں آیا ہے۔ کہ اگر وہ لوگ نکلتے تو پھر کر اپنے مال و عیال کچھ نہ پاتے ایک روایت میں ہے۔ کہ اگر نکلتے تو جل جاتے۔ ایسا ہی تفسیر جلالین

روی احمد فی مسندہٖ عن ابن عباس رضی اللہ قال لو خرج الذین یباھلونہ لرجعوا لایجدون اھلاً ولا مالاً وفی

روایۃ لو رجعوا لاحترقوا (جلالین مطبوعہ لکھنو ص۵۴)

فقال علیه السلام والذی نفسی بیدہ لو تباھلوا لمسخوا قردۃ والخنازیر ولاضطرم علیھم الوادی نارًا ولاستاصل اللہ نجران واھلہ حتی الطیر علی الشجر (بیضاوی ص۱۴۰)

میں ہے۔

اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔ کہ خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ نصارے نجران مجھ سے مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی صورت میں ہوجاتے۔ اور اس جنگل میں اُن پر آگ بھڑک اٹھتی۔ اور نجران کے تمام لوگوں کی خدا بیخ کنی کر دیتا۔ یہانتک کہ درختوں پر جانوروں کی۔

اور کشاف میں ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ بخدا ہلاکت نصارے

وقال والذی نفسی بیدہ ان الھلاک قد تدلی علی نجران ولولاعنوا مسخوا قردۃ وخنازیر ولاضطرم علیھم الوادی نارًا ولاستاصل اللہ نجران واھلہ حتی الطیر علی رؤس الشجر ولما حال الحول علی النصاری کلھم حتی یھلکوا۔ (کشاف ص۲۰۱)

نجران کی قریب آپہنچی تھی۔ اور اگر وہ جھوٹے پر لعنت کرتے۔ تو بندر۔ خنزیر بن جاتے۔ اور اُنپر جنگل میں آگ لگجاتی اور نجران کے سب لوگوں کی بیخ کنی ہوجاتی حتے کہ درختوں پر جانوروں کی۔ اور سال نہ گذرتا۔ یہانتک کہ کل نصارے (یعنے نجران کے علاوہ بھی) ہلاک ہوجاتے۔

ان آیات میں صاف تصریح ہے کہ نصارے نجران اگر مقابلے پر نکلتے۔ تو اُسیوقت عذاب آجاتا۔ اور باقی دینا کے نصارے بھی برس کے گذرنے سے پہلے ہلاک ہوجاتے۔

اس آخری جملہ (برس گذرنے سے پہلے کل نصارے پر عذاب آجانے) کی مجبوری مشعر ہے جو الہامی صاحب نے برس کی شرط کا مسنون ہونا نکالا ہے۔ تو

یہ انکی بے علمی اور معنے شرط سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے اور نہیں جانتے کہ شرط وہ ہوتی ہے جو مشروط سے پہلے کی جاتی ہے۔ اور یہ جملہ آنحضرت نے پہلے سے بطور شرط نہ فرمایا تھا اور نہ دعوت مباہلہ کے وقت اسکا ذکر آپ کی زبان مبارک پر آیا۔ یہ جملہ تو آپنے اُسوقت فرمایا جبکہ اُنہوں نے مباہلہ سے گریز کیا اور مباہلہ وقوع میں نہ آیا۔ پھر اس سے میعاد سال کی شرط کا مسنون ہونا بجز الہامی صاحب کسکے خیال سے آسکتا ہے۔

دس آدمی کا تائید میں نکلنے کی شرط کرنا ایک بے دلیل بات اور ایک نئی بدعت ہے۔ اور اثر مباہلہ کو ایسا وسیع کرنا کہ وہ اتنے نقصان مال کو شامل ہو بھی ایک نئی اور نرالی شرط ہے۔ اور اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ نہ دس آدمی متفق ہوکر نکلینگے۔ اور نہ مباہلہ کی نوبت آئے گی۔ کیونکہ میرے دعاوی کو دنیا بھر کے مسلمان اور غیر اقوام لغو جانتے ہیں۔ اور اُن کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

میری خوش قسمتی کہ صرف دو چار اشخاص میرے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جنکی تعداد دس تک نہ پہنچے گی۔ اور اگر بالفرض دس ہی پورے ہوکر نکل کھڑے ہوئے۔ تو ان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور ایسا ہوگا۔ کہ جسکا سال بھر میں کچھ مالی نقصان ہو جاویگا۔ یا اُسکی عزت کو کوئی واقعی یا کسی کا خیالی صدمہ پہنچے گا۔ کوئی انکو گالی دیدے یا ایک دھپڑ مار دے۔ اور یہ دونو نقصان تو ہر کسی کی نسبت آسانی سے تجویز کئے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ آپنے خاکسار کی نسبت ۲۹ شعبان ۱۳۱۰ھ کو اپنا یہ الہام بطور پیشگوئی میعادی چالیس روز کتاب وساوس صفحہ ۶۰ میں درج کرکے شایع کیا۔ انی مھین من اراد اھانتک یعنے میں اُس شخص کی اہانت کرنے والا ہوں جو تیری اہانت کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے عدم وقوع کی صورت میں اپنا کذاب و دجال اور ہر ایک سزا کے لائق ہونا قبول کرلیا تھا۔ چنانچہ اصل عبارت اسکی صفحہ ۵۴ و ۵۵ میں

گذر چکا ہے۔ اور جب اسکا ظہور اس میعاد مقررہ تک کچھ نہ ہوا تو آپ نے اسکی تاویل میں یہ مشتہر کر دیا۔ کہ یہ شخص (خاکسار) امرتسر میں ہمارے مباہلہ سے انکاری ہوا (جو محض خلاف واقعہ امر تھا۔ اور میں مباہلہ کے لئے مستعد رہا۔ اور آپنے گریز کیا تھا۔ چنانچہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۵ صـ۳۱۲ میں بیان ہوا ہے۔) یہی اسکی اہانت ہے جسکا خدا کی طرف سے اس پیشگوئی میں وعدہ تھا۔ اور اب سنہ ۱۸۹۷ء میں اس مجموعہ رسایل اربعہ کے صـ۹۴ و ۹۵ وغیرہ میں اس الہام اور پیشگوئی کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ یہ شخص پہلے مالدار تھا۔ اب غریب ہو گیا ہے۔ اور کپڑے پرانے پہنتا ہے۔ اور کابل میں بامید انعام و اکرام گیا۔ تو وہاں سے اسکو کچھ نہ ملا۔ تہیدست واپس آیا وغیرہ وغیرہ حالات (جن کو آپ نے چھ صفحہ میں ۹۷ سے ۱۰۲ تک بیان کیا ہے۔ جو محض خلاف واقعہ ہیں) اور ہم ان کے جواب میں کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ بجز اسکے کہ آپ ہمارے ساتھ کابل چلیں۔ اور وہاں سے اپنے بیانات کی تصدیق کرا دیں۔ ان حالات کے بیان میں جو جھوٹا ہو گا۔ وہاں سے انشاء اللہ تعالے زندہ آئے گا۔ اور خس کم جہاں پاک کا مقولہ صادق آئیگا۔ وہاں جانے سے آپ کو مباہلہ کی حاجت بھی نہ رہے گی۔ جو اثر مباہلہ ہونا چاہیئے۔ وہاں خود بخود ظاہر ہو جائیگا۔ آپ کے الہامات و کرامات و اعتقادات کا بھی وہاں بخوبی امتحان ہو جائیگا۔ وہاں کے فرمانروائے سلطنت ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمٰن خان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ آپ جیسے ولیوں اور اصحاب کرامات کے بڑے قدردان ہیں۔ اور وہاں علماء کا بھی مجمع ہے۔ سارے قصے یکبارگی طے ہو جائیں گے۔ آپ جانا منظور کریں وہاں لیجانا میرے ذمہ رہا۔

پس جیسے آپ نے اس پیشگوئی انی مہین من اراد اہانتک کی تفسیر کی ہے۔ ویسے آپ نقصان مال و عزت کی تفسیر کرینگے۔

ان وجوہات سے آپ کی یہ شرط ناممکن الوقوع کہ دس دس آدمی مل کر مباہلہ کریں نامنظور ہے - ایک ایک شخص پیش ہوگا - اوّلاً صوفی عبد الحق غزنوی مباہلہ کرینگے - ثانیاً مولوی غلام دستگیر قصوری - ان دونوں کے مباہلہ سے آپ گریز کریں - اور اُسکی وجہ معقول بیان کریں - تو بدرجہ سوم یہ خاکسار - آپ اکیلے نکلیں گے تو آپ کا مقابل بھی اکیلا نکلیگا - اور اگر آپ اپنی جورو اور لڑکوں کو ساتھ لاوینگے تو وہ بھی معہ عیال آئینگے -

ایسے ہی آپ کی تعمیم عذاب کہ وہ ایک دو روپیہ کے نقصان اور چوری - اور ایک دو گالیوں کو شامل ہے - اور اس کی عدم تعیین بھی نامنظور ہے -

آپ الہام کا ٹیلی فون لگا کر اپنے ملہم سے پوچھ دیں کہ کس قسم کا عذاب ہوگا تاکہ پھر آپکو اس کی شرح کرنے اور اُسکے معنے بتانے کی حاجت نہ رہے - اور اگر آپ تعیین عذاب سے عاجز ہیں تو پھر کسی قسم کے عذاب کی پیشگوئی نہ کریں اور نہ بعد الوقوع اُسکی معنوی تشریح کریں - عذاب جو آسمانی اور غیر معمولی ہوگا - اسکو ایک عالم خود دیکھ لیگا - اور اس سے آپکا تقدس دنیا میں تسلیم کیا جائیگا - اور اگر ایسا کوئی عذاب کسی پر نہ آیا - تو کس و ناکس پھر آپ کا کذاب اور دجال - اور مفتری علے اللہ ہونا ثابت ہو جائیگا - پھر آپ کا یہ حق نہو گا کہ آپ تاویل کر کے اپنے آپ کو کذاب ہونے سے بچاویں - اور اگر مگر لیکن و ممکن کہکر عذاب کو ثابت کرنے کے درپے ہو جاویں -

چوتھے رسالے مکتوب عربی کا جواب

یہ رسالہ آپ کا دوسو دس صفحہ کا رسالہ ہے - اسکا اکثر حصّہ تو گالیاں ہیں - جنمیں منجملہ علما نو اشخاص کو خاصکر مخاطب کیا گیا ہے - جنمیں سے ایک حضرت شیخنا و مولانا شیخ العرب و العجم مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی ہیں - اور ایک جناب مولوی

رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں اور ان سب میں زیادہ اس خاکسار کو بھی گالیوں سے مشرف فرمایا ہے۔

اور کچھ حصہ اپنے الہامات وکرامات و اعتقادات کے بیان میں ہے۔

منجملہ کرامات ایک یہ کرامت ظاہر فرمائی ہے کہ "میں نے امی ہوکر عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اور میرا مخاطب (خاکسار) اُسکے مقابلے سے عاجز ہے بلکہ ان عبارتوں کے پڑہنے اور ترجمہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا وغیرہ وغیرہ"

الجواب

گالیونکا جواب تو وہی ہے جو پہلے جلد ۱۷ میں دیا گیا ہے ۔ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ؛ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

آپ کے اعتقادات پر اشاعۃ السنہ کی چار جلدوں میں، جلد ۱۳ نمبر ۴ سے تا نمبر ۱۲ جلد ۱۶ تک مفصل بحثیں ہوچکی ہیں۔ ان ابحاث سے چشم پوشی کرکے ان اعتقادات کو پیش کرنا۔ آپ کے دعوے نبوت یا محدثیت سے (جسکے لئے غیرت اور حیا لازمی شرط ہے) مناسبت نہیں رکھتا۔ الہامات وکرامات کا جواب بھی ان تصانیف میں کافی دیا گیا ہے۔ اور اب بھی بضمن جواب مباہلہ عرض کیا گیا۔

کرامت سے عربی نویسی کا جواب بھی نمبر ۱۲ جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۴ میں دیا گیا ہے کہ اگر آپ الہام سے یہ عربی عبارت لکھتے تو اسمیں ایک غلطی نہ کرتے۔ چہ جائیکہ غلطیوں کو دریا اُسکی تصانیف میں موجیں مار رہا ہے۔ بالمقابلہ عربی لکھنے کا جواب بھی رسالہ نمبر ۸ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۱ میں دیا گیا۔ کہ آپ کسی مجلس میں تشریف لائیے۔ اور اپنی عربی کے جوہر دکھائیے۔ اور بالمقابلہ کچھ سنئے کچھ لکھوائیے۔ غلطیوں کے جواب میں آپ نے اپنے بعض رسائل میں یہ عذر کیا ہے کہ وہ کاتب کی غلطیاں ہیں۔ یا

سمجھنے والے کی فہم کی غلطیاں - اس امر کے تصفیہ کے لئے بھی آپ کا کسی مجلس میں آنا ضروری ہے - کاغذوں میں اُسکا تصفیہ نہیں ہو سکتا - زیادہ ہم کیا کہیں - والسلام علی من اتبع الھدا۔

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم کا جواب

یہ ضمیمہ ۶۴ صفحہ کا ہے - اسمیں الہامی صاحب نے اکثر پچھلے دعاوی اور پرانی لن ترانیوں کا اعادہ کیا ہے - کہ میں نے تین ہزار نشان آسمانی دکھائے ہیں - (۱) میری پیشگوئی سے مرزا احمد بیگ مرا (۲) میری پیشگوئی سے اسکا داماد (آپ کی منکوحہ آسمانی کا شوہر ثانی) بھی مرجاتا - مگر وہ ڈر گیا تھا اسلئے بچ گیا - آیندہ وہ بھی مرجائیگا - (۳) میری پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم مرا (۴) مجھے فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا تھا کہ خدا تین کو چار کرے گا - اس پیشگوئی کے مطابق میرے ہاں تین لڑکے - محمود - بشیر اور شریف پیدا ہوئے ہیں - اب چوتھا ہوگا جو تین کو چار کریگا - اور اس سے وہ پیشگوئی پوری ہوگی - (۵) مجھے الہام ہوا تھا یا احمد فاضت الرحمۃ من شفتیک اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمہ تیری لبوں پر جاری کئے گئے ہیں آخر پیشگوئی و الہام کے مطابق میں نے کئی عربی میں کتابیں تصنیف کی ہیں جنکا مقابلہ کوئی مولوی نہیں کر سکتا - (۶) مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ تو مشہور ہو جائیگا اور لوگ دور سے تیرے پاس آئینگے - اس پیشگوئی کے مطابق ساٹھ ہزار اشخاص سے زیادہ میرے پاس آئے ہیں اور آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مرتد ہوگئے ہیں - ایسی ہی اور پرانی لن ترانیاں آپ نے ہانکی ہیں اور دو نئی ہانکی ہیں - (۱) سکھوں کو دعوت اسلام کی غرض سے میں نے ایک کتاب ست بچن لکھی ہے جس سے سولہ لاکھ سکھوں کی ہدایت کی امید ہے - (۲) جلسہ اعظم مذاہب میں اپنے مضمون کے غالب رہنے کی میں نے پیشگوئی کی تھی جو پوری ہوئی - سب سے بڑھ کر میرا ہی مضمون لوگوں کو پسند آیا - حتے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اس روز طوعاً و کرھاً قائل

ہوگئے۔ کہ یہ تمام تاثیر خدا کی طرف سے تھی۔ اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا
اور تیسری حرکت کی ہے۔ کہ اس ضمیمہ کے صہ سے ۷ تک حضرت مسیح (علی
نبینا علیہ السلام) کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں۔ کہ "وہ موٹی عقل کا آدمی تھا' جھوٹ
بھی بولا کرتا تھا' بدزبان تھا' لوگونکو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اور اُنسے مار کھاتا تھا'۔ اسکی
حسب و نسب میں یہ خلل تھا کہ اُسکی تین وادیاں اور تین نانیاں زناکار کسبیاں تھیں"۔

الجواب

آپکے پچھلے دعاوی اور پرانی لن ترانیونکا جواب ہم دیچکے ہیں۔ ہم آپکی مانند فارغ و بیکار
اور ہمارا مال مفت دل بے رحم نہیں کہ بار بار اُنکا اعادہ کریں۔ اور اُسکو تفصیل سے لکھ کر چھاپنے سے
مال اور وقت کو ضایع کرین۔

نمبر اوّل کا ہمنے اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ میں صہ۲۵ سے ۳۸ تک پچاسی سوال کے ضمن
میں جواب دیا۔ اور جلد ۱۷ کے صہ۳۸۲ میں اور اس جلد کے صہ۶۲ وغیرہ میں بھی وہ جواب
موجود ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ میعاد پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا۔
نمبر ۲۔ کا جواب تفصیل کے ساتھ جلد ۱۶ میں صہ۱۸۱ سے صہ۱۸۶ تک دیا ہے جسکا حاصل ہوا ہے
کہ وہ آپ کی پیشگوئی سے نہیں ڈرا۔ اور وہ آپ کی منکوحہ آسمانی سے لطف اُٹھا رہا ہے اور
اگر وہ واقعہ میں ڈر گیا ہے۔ تو بھی وہ پیشگوئی جھوٹی ہوگئی ہے۔

نمبر ۳۔ کا جواب تفصیلی جلد ۱۶ میں صہ۵۴ سے صہ۱۱۱ تک اور جلد ۱۷ میں بصفحہ ۸۳ دیا گیا ہے
کہ وہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی ہے۔

نمبر ۴۔ کا جواب اسی صفحہ میں دیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی ایسی جھوٹی ہوگئی ہے کہ آئندہ بھی
اسکے سچا ہونیکا وقت نہیں رہا۔

نمبر ۵۔ کا جواب نمبر۲ جلد (۱۵) میں مفصل دیا گیا ہے کہ آپ کی عربی عربی نہیں۔ اسلیے

کوئی عالم اسکی طرف التفات نہیں کرتا - آپ کو عربی دانی کا دعوےٰ ہے تو میدان میں نکلیں اور بالمشافہ جوہر دکھلاویں - اور ہماری اس نکتہ چینی کا جواب دیں - جو ہم نے آپ کی عربی پر کی ہیں۔[۵]

نمبر ۶ - کا جواب جلد ۱۵ کے صفحہ ۳۶ میں یہہ دیا گیا ہے کہ آنیوالی لوگوں کی یہ تعداد محض لاف زنی ہے - آپ سچے ہیں تو ان کے نام بتاویں -

اس مقام میں اس جواب کی تائید میں کہا جاتا ہے کہ ساٹھ ہزار کی تعداد تو آپ نے فتح الاسلام میں بتائی تھی جو ۱۸۹۱ء میں شایع ہوا تھا - اب ۱۸۹۷ء میں بھی وہی تعداد بتائی ہے - حالانکہ آپکو روز افزوں ترقی مہمانوں کا دعوی ہے - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اس تعداد کے بیان میں جھوٹ بولا ہے - اور دروغگو را حافظہ نباشد کو تصدیق کیا ہے - مریدوں کی تعداد کہیں آپ آٹھ ہزار بتاتے ہیں کہیں دس ہزار اور انکی فہرست آئینہ کمالات میں چھاپے تو انمیں صرف تین سو ۲۲ نام درج کئے اس ضمیمہ میں صرف تین سو تیرہ ۳۱۳ ہی ذکر کئے یہ اختلاف بھی آپ کے کذاب پر دلیل ہے -

نئی لن ترانیوں میں سے پہلی کا جواب یہ ہے کہ اگر اس رسالہ ست بچن سے جو سکھوں کو ہدایت ہوگی اُسکا نمونہ آپ نے اشتہار (۱۸ - اپریل ۱۸۹۷ء) میں خوب دکھایا ہے کہ راج اندر سنگہ اڈیٹر خالصہ گزٹ نے اس رسالہ کو پڑہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اسی پر باقی ماندہ سکھوں کی ہدائیت یابی کا قیاس ہو سکتا ہے - ان گالیوں کا جو سکھ دے رہے ہیں یا آئیندہ دینگے - ثواب آپ ہی کے نامۂ اعمال میں داخل ہوگا - کیونکہ آپنے اُنکے پیشوا ہندو کو مسلمان کہدیا (جو مسلمان کو یہودی اور نصرانی کہنے کے برابر ہے) تو انہوں نے آنحضرت کو بُرا کہا گویا آپنے بُرا کہا - کسی مسلمان پر اس رسالہ کی ہدائیت کا اثر ظاہر ہوگا تو یہی ہوگا - کہ در پردہ تو وہ مسلمان کہلائیگا - اور ظاہرًا ہندوؤں کے سے کام کریگا - جیسے آپ کے باوا - اور ولی - اور سکھوں کے گرو نانک کرتے رہے کہ تمام عمر ہندوؤں میں رہے ہندو کہلائے - علانیہ مسجدوں اور مسلمانوں کی مجالس میں نمازوں اور جماعتوں میں شامل نہوئے - علانیہ حج نہ کیا - روزہ نرکھا

[۵] صفحہ ۹۱ نمبر ہذا میں بھی یہ جواب گذرا ہے -

زکوۃ نہ دی - اگر بقول آپکے کچھ کیا تو خفیہ کیا - دجبکی عہد سلاطین اسلام میں جو اُنکا زمانہ تھا کچھ ضرورت نہ تھی)'' معہذا وہ آپکے نزدیک مسلمان اور ولی علیہ الرّحمۃ کہلانے کے مستحق ہوئے تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہو گا کہ جو شخص آپ کے اس سالہ کو حق جانکر انکو مسلمان مان لیگا وہ ظاہر میں نماز روزہ چھوڑ کر مسلمانوں کی مجلسوں و مسجدوں سے علیحدہ اور خارج ہو کر دھوتی باندہ کر مالا ہاتھ میں لیکر - موچھیں بڑہا کر - سر پر کیس رکھا کر - واہ گرو واہ گرو کہتا ہوا کسی بونگہ یا دہرم سالہ میں جا پڑے گا - اور پھر دل سے مسلمان کا مسلمان کہلائیگا۔

دوسری نئی لن ترانی کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کا محض دروغ بے فروغ ہے - کسی اہل علم مسلمان نے آپ کے مضمونکو پسند نہیں کیا گو علوم دین سے جاہلوں صرف انگریزی خوان اردو دان یا انگریزی (خواندہ؟) نے اسکو پسند کیا ہو - اور خاکسار نہ تو آپ کے مضمون پڑہنے کے وقت یا اپنا مضمون سنانے کے سوا کسی اور وقت اس جلسہ میں گیا - اور نہ آپ کا مضمون سُنا اور نہ اُسکی نسبت وہ کلمہ کہا - جسکو آپ نے میری طرف منسوب کیا ہے اسکی تفصیل ہم مضمون ''مخبر دکن کی جھوٹی مخبری'' میں کرینگے - انشاء اللہ تعالے۔

تیسری حرکت حضرت مسیح کو دشنام دہی کے جو آپ سے اس ضمیمہ میں ہوئی ہے حکومت و سلطنت اسلام ہوتی تو ہم اسکا جواب آپ کو دیتے - اسیوقت آپ کا سر تلوار سے کاٹ کر آپکو مردار کرتے - سچے نبی کو گالیاں دینا مسلمانوں کے نزدیک ایسا کفر اور ارتداد ہے جسکا جواب بجز قتل اور کوئی نہیں ہے - مگر کیا کریں مجبور ہیں سلطنت غیر اسلامی ہے اسکے ماتحت رہ کر ہم اس فعل کے مجاز نہیں - اور سلطنت کو (جو عیسائی کہلاتی ہے -) اس امر کی پروا نہیں ہے - رہے پادری جو مذہب ہی کی خدمت و حمایت کے صدقہ و طفیل سے ٹکڑا کھاتے ہیں - سو بھی اپنی تنخواہ سے کام رکھتے ہیں - حمیت و غیرت مذہب کو خیر باد کہہ چکے ہیں - اب آپ شوق سے جسقدر چاہیں حضرت مسیح کو یا کسی اور نبی کو گالیاں دیں - کوئی پوچھنے اور پکڑنے والا نہیں ہے -